تار کا پتہ الفضل
إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم

THE ALFAZL QADIAN

الفضل قادیان گورداسپور

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار

قادیان

ایڈیٹر۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ مہر محمد خان

نمبر [illegible]	مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۳ء	یوم [illegible]	مطابق ۱۶ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

جلسہ گاہ مسجد نور میں تیار ہو گئی ہے۔ جس قدر وسعت ممکن تھی۔ کر دی گئی ہے۔

جلسہ میں شمولیت کے لئے احباب ۱۰ دسمبر سے ہی آنے شروع ہو گئے ہیں۔ بنگال اور بعض اور مقامات کے اصحاب تشریف لے آئے ہیں۔

مستورات کے جلسہ کے لئے جناب شیخ یعقوب علی صاحب کے مکان کا وسیع احاطہ تجویز ہوا ہے۔

پروگرام جلسہ خواتین جماعت احمدیہ

زیر انتظام لجنۃ اماء اللہ

پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

زیر صدارت حرم اول حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

۹½ سے ۱۰ تک۔ تلاوت قرآن کریم و نظم۔ اہلیہ صاحبہ میر محمد اسحٰق صاحب

۱۰ سے ۱۱ تک۔ امریکن عورتیں اور ان کی معیشت۔ مفتی محمد صادق صاحب

۱۱ سے ۱۲ تک۔ وفات مسیح۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

ایک بجے سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت اہلیہ صاحبہ میر محمد اسحٰق صاحب

۲ سے ۳ تک۔ رپورٹ۔ سیکرٹری لجنۃ اماء اللہ

۳ سے ۴ تک۔ احمدی خواتین کے فرائض۔ شیخ یعقوب علی صاحب

دوسرا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

زیر صدارت اہلیہ صاحبہ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب

۹½ سے ۱۰ تک۔ تلاوت قرآن کریم و نظم۔ صاحبزادی امۃ القیوم بنت حضرت خلیفہ ثانی

۱۱ سے ۱۲ تک۔ حضرت مسیح موعود پر بعض اعتراضات کے جوابات۔ حکیم خلیل احمد

290

تار کا پتہ الفضل — إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

الفضل قادیان بٹالہ — THE ALFAZL QADIAN — قیمت فی پرچہ ۱ر

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار

قادیان

ایڈیٹر ـ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ مہر محمد خان

نمبر ۵۰ | مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۳ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۶ جمادی الاول ۱۳۴۲ء | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

جلسہ گاہ مسجد نور میں تیار ہو گئی ہے۔ جس قدر وسعت ممکن تھی۔ کر دی گئی ہے۔

جلسہ میں شمولیت کے لئے احباب ۱۸ دسمبر سے ہی آنے شروع ہو گئے ہیں۔ بنگال اور بعض اور مقامات کے اصحاب تشریف لے آئے ہیں۔

مستورات کے جلسہ کے لئے جناب شیخ یعقوب علی صاحب کے مکان کا وسیع احاطہ تجویز ہوا ہے۔

پروگرام جلسہ خواتین جماعت احمدیہ

زیر انتظام لجنۃ اماء اللہ

پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

زیر صدارت حرم اول حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک۔ تلاوت قرآن کریم و نظم۔ اہلیہ صاحبہ میر مہدی حسن صاحب

۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک۔ امریکن عورتیں اور ان کی معیشت — مفتی محمد صادق صاحب

۱۲ بجے سے ۱ بجے تک۔ وفات مسیح۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

ایک بجے سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت اہلیہ صاحبہ میر محمد اسحاق صاحب

۲ بجے سے ۳ بجے تک۔ رپورٹ۔ سیکرٹری لجنۃ اماء اللہ

۳ بجے سے ۴ بجے تک۔ [illegible]

دوسرا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

زیر صدارت اہلیہ صاحبہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب

۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک۔ تلاوت قرآن کریم و نظم — صاحبزادی امۃ القیوم بنت حضرت خلیفہ ثانی

۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک۔ حضرت مسیح موعود پر بعض اعتراضات کے جوابات — حکیم خلیل احمد صاحب

۱۱ سے ۱ تک ۔ تربیت اولاد ۔ مولوی سید شیر و رشتہ صاحبہ

ایک بجے سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت والدہ صاحبہ مرزا مظفر احمد صاحب

۲ سے ۳ تک ۔ نبوت مسیح موعود ۔ حافظ روشن علی صاحب

۳ سے ۴ تک ۔ نواہی و اخلاق حسنہ ۔ امتہ الحی صاحبہ

تیسرا دن ۲۸ دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

۱۰½ سے ۱۱ تک ۔ تلاوت و نظم ۔ اہلیہ صاحبہ حافظ روشن علی صاحب

۱۱ سے ۱۲½ تقریر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۲½ سے ۱ تک ۔ بیعت

۱½ بجے سے ۲½ بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح

۲½ سے ۳½ ۔ وعظ ۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی

۳½ سے ۴½ تک ۔ خواتین کو آئندہ سال اپنے اپنے مقامات پر لجنہ اماء اللہ کے قواعد کے ماتحت کام کرنے کے لئے تحریک اور ہدایات اور تبادلہ خیالات ۔

نوٹ :۔ تمام احباب اپنے اپنے اہل بیت کو مندرجہ ذیل ضروری ہدایات دیدیں ۔ اور ان کی پابندی کرائیں ۔

(۱) پابندی کے ساتھ جلسہ میں شریک ہوں ۔ اور بغیر مردانہ ساتھ کے مقبرہ بہشتی یا کہیں اور نہ جائیں ۔

(۲) اطلاع ملنے پر کہ ان کے لئے جلسہ گاہ میں جانیکے لئے راستہ خالی ہو گیا ہے ۔ فوراً جلسہ گاہ کو روانہ ہو جائیں اطلاع ٹھیک دس بجے ملا کرے گی ۔ آدھ گھنٹے کے اندر اندر جلسہ گاہ میں پہونچ جائیں ۔

(۳) نماز ظہر و عصر جلسہ گاہ میں ہی جمع کر کے ادا کیا کریں اور جلسہ گاہ کو کسی معمولی عذر سے نہ چھوڑیں ۔

پروگرام جلسہ سالانہ بابت ۱۹۲۳ء

پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

۹ سے ۹½ بجے تک ۔ تلاوت قرآن مجید و نظم

۹½ سے ۱۰½ تک ۔ احمد بیگ اور لیکھرام کے متعلق پیشگوئیوں کے بارے میں اعتراضات اور ان کے جوابات ۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

۱۰½ سے ۱۱½ تک ۔ نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب

۱۱½ سے ۱۲ تک ۔ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ ۔ سیکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ

۱۲ سے ۱ تک ۔ صداقت مسیح موعود ۔ حافظ روشن علی صاحب

ایک سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

۲ سے ۳ بجے تک ۔ محمد علی مونگیری کے اعتراضات کے جوابات ۔ حکیم خلیل احمد صاحب

۳ سے ۴ تک ۔ رپورٹ صیغہ ہائے نظارت

۴ سے ۴½ تک ۔ کوئی قوم بغیر قربانی کے ترقی نہیں کر سکتی ۔ صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب

۴½ سے ۵ تک ۔ ملکانوں کے حالات اور انکے متعلق سکیم ۔ ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم

دوسرا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

۹ سے ۹½ بجے تک ۔ تلاوت و نظم

۹½ سے ۱۰½ تک ۔ فتنہ ارتداد اور ہماری جماعت کی ذمہ داری ۔ چوہدری فتح محمد خانصاحب

۱۰½ سے ۱۰¾ بجے تک ۔ رپورٹ صیغہ بیت المال ۔ ناظر صاحب بیت المال

۱۰¾ سے ۱ تک ۔ حالات تبلیغ و غیر ممالک (دا پیلی) ۔ مفتی محمد صادق صاحب

ایک بجے سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

تقریر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

تیسرا دن ۲۸ دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

۹ سے ۹½ بجے تک ۔ تلاوت و نظم

۹½ سے ۱۰½ تک ۔ قدامت روح و مادہ ۔ میر محمد اسحاق صاحب

۱۰½ سے ۱۱½ تک ۔ نبی کریم ؐ کے متعلق بائبل کی پیشگوئیاں ۔ مولوی رحیم بخش صاحب ایم ۔ اے

۱۱½ سے ۱۲½ تک ۔ سلسلہ احمدیہ کا عیسائیت پر حملہ اور اس کا اثر ۔ چوہدری ظفر اللہ خانصاحب بی ۔ اے بیرسٹر ایٹ لا

نماز جمعہ و عصر

دوسرا اجلاس

تقریر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر تالیف و اشاعت قادیان)

رباعیات گوہر آمد صادق پر

تم راہ خدا میں کام کر کے آئے ۔ اسلام کو نیکنام کر کے آئے

تھی دین محمدؐ سے جنکو نفرت ۔ احمدؑ کا انہیں غلام کر کے آئے

تو دلسے اٹھا و جاہتوں کے پردے ۔ مومن ہے تو پھر رہ خدا میں سر دے

صادق کی یہی ہے اک علامت گوہرؔ ۔ جو منہ سے کہو عمل سے ثابت کر دے

کیا چیز ہے دولت اور علم و سامان ۔ نازاں نہ ہو فریبی پہ اپنی نادان

کھلتے نہیں باب فتح و نصرت گوہرؔ ۔ جب تک کہ عمل نہ ہو رفیق ایمان

پروگرام جلسہ سالانہ بابت ۱۹۲۳ء

پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

۹ سے ۹½ بجے تک - تلاوت قرآن مجید و نظم

۹½ سے ۱۰½ " " - احمد بیگ اور لیکھرام کے متعلق پیشگوئیوں کے بارے میں اعتراضات اور ان کے جوابات } [illegible]

۱۰½ سے ۱۱½ " " - نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام } مولوی سید سرور شاہ صاحب

۱۱½ سے ۱۲ " " - رپورٹ صدر انجمن احمدیہ - سیکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ

۱۲ سے ۱ " " - صداقت مسیح موعود - حافظ روشن علی صاحب

ایک سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

۲ سے ۳ بجے تک - محمد علی مونگیری کے اعتراضات کے جوابات } حکیم خلیل احمد صاحب

۳ سے ۴ " " - رپورٹ صیغہ ہائے نظارت

۴ سے ۴½ " " - کوئی قوم بغیر قربانی کے ترقی نہیں کر سکتی } صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب

۴½ سے ۵ " " - ملکانوں کے حالات اور ان کے متعلق تجاویز } ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم

دوسرا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

۹ سے ۹½ بجے تک - تلاوت و نظم

۹½ سے ۱۰½ " " - فتنہ ارتداد اور ہماری جماعت کی ذمہ داری } چوہدری فتح محمد خانصاحب

۱۰½ سے ۱۰¾ بجے تک - رپورٹ صیغہ بیت المال - ناظر صاحب بیت المال

۱۰¾ سے ۱ " " - حالات تبلیغ و غیر ممالک و اپیل } مفتی محمد صادق صاحب

ایک بجے سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

تقریر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

تیسرا دن ۲۸ دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

۹ سے ۹½ بجے تک - تلاوت و نظم

۹½ سے ۱۰½ " " - قدامت روح و مادہ - میر محمد اسحاق صاحب

۱۰½ سے ۱۱½ " " - نبی کریم کے متعلق بائبل کی پیشگوئیاں } مولوی رحیم بخش صاحب ایم - اے

۱۱½ سے ۱۲½ " " - سلسلہ احمدیہ کا عیسائیت پر حملہ اور اس کا اثر } چوہدری ظفر اللہ خانصاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لا

نماز جمعہ و عصر

دوسرا اجلاس

تقریر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر تالیف و اشاعت قادیان)

رباعیات گوہر آمد صادق پر

تم راہِ خدا میں کام کرکے آئے ۔ اسلام کو نیکنام کرکے آئے
تھی دینِ محمدی سے جنکو نفرت ۔ احمد کا انہیں غلام کرکے آئے

تو دسے اتحاد چاہتوں کے رشتے ۔ مومن ہو تو پھر رہ خدا میں بڑھے
صادق کی یہی ہے اک علامت گوہر ۔ جو منہ سے کہے عمل سے ثابت کر دے

کیا چیز ہے دولت اور علم و ساماں ۔ نازاں ہو فریبی اپنی ناداں
کھلتے نہیں باب فتح و نصرت گوہر ۔ جب تک کہ عمل نہ ہو رفیق ایماں

---

۱۲ سے ۱ تک - تربیت اولاد - مولوی سید سرور شاہ صاحب

ایک بجے سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت والدہ صاحبہ مرزا مظفر احمد صاحب

۲ سے ۳ تک - نبوت مسیح موعود - حافظ روشن علی صاحب

۳ سے ۴ تک - نواہی و اخلاق حسنہ - امۃ الحی صاحبہ

تیسرا دن ۲۸ دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

۱۰½ سے ۱۱ تک - تلاوت و نظم - اہلیہ صاحبہ حافظ روشن علی صاحب

۱۱ سے ۱۲½ - تقریر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۲½ سے ۱½ تک - بیعت

۱½ بجے سے ۲½ بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح

۲½ سے ۳½ - وعظ - حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی

۳½ سے ۴½ تک - خواتین کو آئندہ سال اپنے اپنے مقامات پر لجنہ اماء اللہ کے قواعد کے ماتحت کام کرنے کے لئے تحریک اور ہدایات اور تبادلہ خیالات -

نوٹ :- تمام احباب اپنے اپنے اہل بیت کو مندرجہ ذیل ضروری ہدایات دیدیں - اور ان کی پابندی کرائیں -

(۱) پابندی کے ساتھ جلسہ میں شریک ہوں - اور بغیر مردانہ ساتھ کے مقبرہ بہشتی یا کہیں اور نہ جائیں ۔

(۲) اطلاع ملنے پر کہ ان کے لئے جلسہ گاہ میں جانیکے لئے راستہ خالی ہو گیا ہے - فوراً جلسہ گاہ کو روانہ ہو جائیں اطلاع ٹھیک ۹ بجے ملا کرے گی - آدھ گھنٹے کے اندر اندر جلسہ گاہ میں پہنچ جائیں -

(۳) نماز ظہر و عصر جلسہ گاہ میں ہی جمع کرکے ادا کیا کریں اور جلسہ گاہ کو کسی معمولی عذر سے نہ چھوڑیں -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان۔ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۳ء

علی برادران کی بیجا حمایت

"الفضل" کے خلاف "سیاست" کا شور و شر

۱۴ دسمبر کے "الفضل" میں "اخبار سیاست اور علی برادران" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے اس کے جواب میں ۱۹ دسمبر کے "سیاست" نے زیر عنوان "مجاہدین اسلام کے خلاف الفضل کا جہاد" ایک لیڈنگ آرٹیکل شائع کیا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم ان امور پر روشنی ڈالیں۔ جن کو "سیاست" نے علی برادران کی بریت میں پیش کیا ہے۔ اس بات پر اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ مدیر "سیاست" نے ہمارے متعلق جس سپرٹ میں مضمون لکھا ہے۔ وہ متانت اور سنجیدگی کے بالکل خلاف ہے۔ اور اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ مدیر موصوف بے جا جوش حمایت میں آپے سے باہر ہو کر ہمارے مضمون پر معقولیت کے ساتھ غور کرنے کے قطعاً ناقابل تھے۔ مثلاً شروع میں ہی تحریر فرماتے ہیں۔ "الفضل جو پنجابی نبی کی امت کا ترجمان ہے" پھر لکھتے ہیں۔ "کیسری اور دوسرے اخبارات کے بیان قادیانی الہام سے کم نہیں ہو سکتے" اس فقرہ کے متعلق تو ہم اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ قوم جو اپنی بدبختی سے الہام جیسی نعمت سے اپنے کو محروم سمجھ بیٹھی ہو۔ وہ اگر "الہام" کے متعلق اس طرح مضحکہ اڑائے۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن فقرہ اول کے متعلق ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا مدیر "سیاست" کے نزدیک پنجاب ایسا بدقسمت خطہ ہے۔ کہ اس میں چور۔ ڈاکو۔ فاسق۔ فاجر۔ بدمعاش اور بدکار تو پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور ہوتے ہیں۔ لیکن کوئی خدا تعالیٰ کا پیارا اور محبوب نہیں پیدا ہو سکتا۔ اگر یہی بات ہے۔ تو اسے مبارک ہو۔ ورنہ پنجابی نبی کا طعن کیونکر روا ہو سکتا ہے۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ جو "سیاست" کے بیہودہ طعن و تشنیع کے متعلق عرض کیا گیا۔ اب ہم اصل مضمون کی طرف آتے ہیں۔ ہم نے اپنے ۲۰ نومبر کے مضمون میں اور پھر ۱۴ دسمبر کے مضمون میں علی برادران کی تقریروں کے جو اقتباس اس امر کے ثبوت میں پیش کئے تھے۔ کہ

"جن کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے ہیں۔ وہ اسلام کی حقیقت اور مغز سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور قطعاً اس قابل نہیں ہیں۔ کہ مسلمانوں کی راہ نمائی اور لیڈری کے فرائض ادا کر سکیں"

ان کو تو "سیاست" نے چھوا تک نہیں۔ اور نہ ان کی کوئی تاویل اس سے ہو سکی ہے۔ البتہ یہ عذر گھڑتے ہوئے کہ "ان (علی برادران) کی تقریروں کے معمولی معمولی فقروں کو دوسرے معنے پہنائے جا رہے ہیں" مثال میں لکھا ہے۔

"چنانچہ مولانا شوکت علی نے ایک تقریر میں فرمایا تھا۔ کہ میں مقامات مقدسہ اور شیون اسلامیہ کے مقابلہ میں اپنی عزت تک کی پرواہ نہیں کرتا" بعض تقریروں میں علی برادران نے یہاں تک کہا ہے۔ کہ "ہم اپنی جان تک نثار کرنے کے لئے تیار ہیں"۔ لیکن اب ان جملوں کے متعلق یہ کہنا۔ کہ علی برادران کا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر اشدھی باز اور سنگٹھنے مسلمانوں کی عزت اور جان پر حملے کریں۔ تو وہ پرواہ نہ کرینگے۔ ایک صریح کذب بیانی اور افترا پردازی نہیں تو اور کیا ہے"

اس امر میں ہم بھی "سیاست" کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی "سیاست" کے پیش کردہ فقرات سے وہ نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ جو اس نے بیان کیا ہے۔ تو فی الواقعہ یہ افترا پردازی ہے۔ لیکن اگر وہ فقرے ہی اور ہوں۔ اور "سیاست" نے جان بوجھ کر انہیں نظر انداز کر دیا ہو۔ تو پھر "سیاست" کی اس دیدہ دلیری کے متعلق کیا کہنا چاہیئے۔ ہم اپنے مضامین میں علی برادران کی تقریروں کے جو فقرات پیش کر چکے ہیں۔ وہ قطعاً وہ نہیں۔ جو "سیاست" بڑی تگ و دو کے بعد کہیں سے ڈھونڈ کر لایا ہے۔ پس اگر وہ "الفضل" کے مضامین کا جواب دینے بیٹھا تھا۔ تو اُسے وہی فقرات سامنے رکھنے چاہیئے تھے۔ جو ہم نے پیش کئے ہیں۔ اور پھر بتانا چاہیئے تھا کہ ان سے ہم نے جو مطلب اخذ کیا ہے۔ اس کے غلط ہونے کے یہ ثبوت ہیں۔ اور ان کا صحیح اور اصل مطلب یہ ہے۔ اس سے "سیاست" کی پہلو تہی کھلا اور واضح ثبوت ہے اس امر کا۔ کہ ہمارے پیش کردہ فقرات کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اور جواب ہو بھی کیوں کر سکتا ہے۔ جبکہ علی برادران اب بھی ان کی تصدیق فرما رہے ہیں۔

اخبار "خلافت" کے "نامہ نگار خصوصی" نے مسٹر شوکت علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر جو "ارشادات" حاصل کئے اور جو اخبار مذکور کی ۵ دسمبر کی اشاعت میں شائع ہو چکے ہیں۔ جنہیں "مدیر وکیل" امرتسر نے ۹ دسمبر کے پرچہ میں شائع کیا ہے۔ ان میں سے ایک ارشاد یہ ہے۔ کہ

"میں نے اپنی ذات سے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ میں کسی ہندو بھائی سے نہیں لڑوں گا۔ چاہے وہ میری بزرگ ماں کو بھی بے حرمت کرے۔ میرے قرآن شریف کو پھاڑ ڈالے۔ میری مسجد کو شہید کر دے۔ یہ میں نے بی اماں سے مشورہ کرنے کے بعد اور ان کی عین اجازت کے بعد ارادہ طے کر لیا ہے۔ سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ بفضل تعالیٰ ہم لوگ دیوث اور کم ہمت نہیں ہیں۔ اپنی قوم کی عزت کے لئے ہم جان و مال قربان کرتے ہیں۔ قرآن پاک کی حرمت کے لئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان۔ مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۳ء

علی برادران کی بیجا حمایت

"الفضل" کے خلاف "سیاست" کا شور و شر

۱۴ر دسمبر کے "الفضل" میں "اخبار سیاست اور علی برادران" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے اس کے جواب میں ۱۹ر دسمبر کے "سیاست" نے زیر عنوان "مجاہدین اسلام کے خلاف الفضل کا جہاد" ایک لیڈنگ آرٹیکل شائع کیا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم ان امور پر روشنی ڈالیں۔ جن کو "سیاست" نے علی برادران کی بریت میں پیش کیا ہے۔ اس بات پر اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ مدیر "سیاست" نے ہمارے متعلق جس سپرٹ میں مضمون لکھا ہے۔ وہ متانت اور سنجیدگی کے بالکل خلاف ہے۔ اور اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ مدیر موصوف بے جا جوش حمایت میں آپے سے باہر ہو کر ہمارے مضمون پر معقولیت کے ساتھ غور کرنے سے قطعاً ناقابل تھے۔ مثلاً شروع میں ہی تحریر فرماتے ہیں۔ "الفضل جو پنجابی نبی کی امت کا ترجمان ہے" پھر لکھتے ہیں "گیسری اور دوسرے اخبارات کے بیان قادیانی الہام سے کم نہیں ہو سکتے" اس فقرہ کے متعلق تو ہم اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ قوم جو اپنی بدبختی سے الہام جیسی نعمت سے اپنے آپکو محروم سمجھ بیٹھی ہو۔ وہ اگر "الہام" کے متعلق اس طرح مضحکہ اڑائے۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن فقرہ اول کے متعلق ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا مدیر "سیاست" کے نزدیک پنجاب ایسا بد قسمت خطہ ہے۔ کہ اس میں چور۔ ڈاکو۔ فاسق۔ فاجر۔ بدمعاش اور بدکار تو پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور ہوتے ہیں۔ لیکن کوئی خدا تعالیٰ کا پیارا اور محبوب نہیں پیدا ہو سکتا۔ اگر یہی بات ہے۔ تو اسے مبارک ہو۔ ورنہ "پنجابی نبی" کا طعن کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ جو "سیاست" کے بیہودہ طعن و تشنیع کے متعلق عرض کیا گیا۔ اب ہم اصل مضمون کی طرف آتے ہیں۔ ہم نے اپنے ۲۰ نومبر کے مضمون میں اور پھر ۱۴ر دسمبر کے مضمون میں علی برادران کی تقریروں کے جو اقتباس اس امر کے ثبوت میں پیش کئے تھے۔ کہ

"جن کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے ہیں۔ وہ اسلام کی حقیقت اور مغز سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور قطعاً اس قابل نہیں ہیں۔ کہ مسلمانوں کی راہنمائی اور لیڈری کے فرائض ادا کر سکیں"

ان کو تو "سیاست" نے چھوا تک نہیں۔ اور نہ ان کی کوئی تاویل اس سے ہو سکی ہے۔ البتہ یہ عذر گھڑتے ہوئے کہ "ان (علی برادران) کی تقریروں کے معمولی معمولی فقروں کو دوسرے معنے پہنائے جا رہے ہیں" مثال میں لکھا ہے۔

"چنانچہ مولانا شوکت علی نے ایک تقریر میں فرمایا تھا۔ کہ میں مقامات مقدسہ اور شیون اسلامیہ کے مقابلہ میں اپنی عزت تک کی پرواہ نہیں کرتا۔ بعض تقریروں میں علی برادران نے یہاں تک کہا ہے۔ کہ ہم اپنی جان تک نثار کرنے کے لئے تیار ہیں"۔ لیکن اب ان جملوں کے متعلق یہ کہنا۔ کہ علی برادران کا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر شدھی باز اور سنگٹھنے مسلمانوں کی عزت اور جان پر حملے کریں۔ تو وہ پرواہ نہ کرینگے۔ ایک صریح کذب بیانی اور افترا پردازی نہیں تو اور کیا ہے"

اس امر میں ہم بھی "سیاست" کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی "سیاست" کے پیش کردہ فقرات سے وہ نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ جو اس نے بیان کیا ہے۔ تو فی الواقعہ یہ افترا پردازی ہے۔ لیکن اگر وہ فقرے ہی اور ہوں۔ اور "سیاست" نے جان بوجھ کر انہیں نظر انداز کر دیا ہو۔ تو پھر "سیاست" کی اس دیدہ دلیری کے متعلق کیا کہنا چاہیئے۔ ہم اپنے مضامین میں علی برادران کی تقریروں کے جو فقرات پیش کر چکے ہیں۔ وہ قطعاً وہ نہیں۔ جو "سیاست" بڑی تگ و دو کے بعد کہیں سے ڈھونڈ کر لایا ہے۔ پس اگر وہ "الفضل" کے مضامین کا جواب دینے بیٹھا تھا۔ تو اُسے وہی فقرات سامنے رکھنے چاہیئے تھے۔ جو ہم نے پیش کئے ہیں۔ اور پھر بتانا چاہیئے تھا کہ ان سے ہم نے جو مطلب اخذ کیا ہے۔ اس کے غلط ہونے کے یہ ثبوت ہیں۔ اور ان کا صحیح اور اصل مطلب یہ ہے۔ اس سے "سیاست" کی پہلو تہی کھلا اور واضح ثبوت ہے۔ اس امر کا۔ کہ ہمارے پیش کردہ فقرات کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اور جواب ہو بھی کیونکر سکتا ہے۔ جب کہ علی برادران اب بھی ان کی تصدیق فرما رہے ہیں۔

اخبار "خلافت" کے "نامہ نگار خصوصی" نے مسٹر شوکت علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر جو "ارشادات" حاصل کئے اور جو اخبار مذکور کی ۵ر دسمبر کی اشاعت میں شائع ہو چکے ہیں۔ جنہیں بعد اور "وکیل" امرتسر نے ۹ر دسمبر کے پرچہ میں شائع کیا ہے۔ ان میں سے ایک ارشاد یہ ہے۔ کہ

"میں نے اپنی ذات سے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ میں کسی ہندو بھائی سے نہیں لڑوں گا۔ چاہے وہ میری بزرگ ماں کو بھی بے حرمت کرے۔ میرے قرآن شریف کو پھاڑ ڈالے۔ میری مسجد کو شہید کر دے۔ یہ میں نے بی اماں سے مشورہ کرنے کے بعد اور ان کی عین اجازت کے بعد ارادہ قطعی کر لیا ہے۔ سب لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ بفضلہٖ تعالیٰ ہم لوگ دیوث اور کم ہمت نہیں ہیں۔ اپنی قوم کی عزت کے لئے ہم جان و مال قربان کرتے ہیں۔ قرآن پاک کی حرمت کے لئے

اور خدائے پاک کی عبادت گاہ کی حرمت کیلئے ہم نے خون کے دریا بہائے ہیں۔ اور بہائیں گے مگر آج اس کام کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور جس کا تکملہ ہم پر مقدم ہے۔ ہم اپنے آپ کو چھوٹے جھگڑوں میں جو اگرچہ نہایت درجہ اہم ہیں۔ اپنی قوتوں کو زائل نہ کریں گے"

یہ الفاظ کسی ہندو آریہ یا حکومت پرست اخبار نے شائع نہیں کئے۔ بلکہ اخبار "خلافت" نے اپنے "نامہ نگار خصوصی" کے شائع کئے ہیں۔ اور یہ اخبار "خلافت" مرکزی خلافت کمیٹی کا آرگن ہے۔ اس لئے "سیاست" ان الفاظ کے متعلق یہ عذر پیش نہیں کر سکتا۔ جسے اس نے اپنے مضمون میں بڑے شد و مد کے ساتھ پیش کیا ہے۔ کہ "الفضل نے جو کچھ لکھا ہے۔ ہندو۔ آریہ اور حکومت پرست اخبارات کے بیان پر ایمان لاکر" لکھا ہے۔ اب ہم اپنی طرف سے ان کے متعلق کچھ نہیں کہتے۔ اور معاصر "سیاست" سے ہی درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ بتائے۔ ان کا مطلب اور مفہوم کیا ہے۔ ان سطور میں ماں۔ بیٹی۔ بہو۔ کو بے حرمت کرنے۔ قرآن شریف کو پھاڑنے اور مسجد کو شہید کرنے کے الفاظ خاص طور پر مشکل واقعہ ہوئے ہیں۔ براہ مہربانی ان کی تشریح اور توضیح فرما دی جائے۔ اور بتا دیا جائے۔ کہ ان سے یہ مطلب اخذ کرنا۔ کہ "اگر شدھی باز اور سنگھٹنے مسلمانوں کی عزت اور جان پر حملے کریں۔ تو وہ (علی برادران) پرواہ نہ کرینگے" "صریح کذب بیانی اور افترا پردازی" ہے۔ یا اصل حقیقت؟

ہمیں امید ہے۔ کہ اگر معاصر موصوف نے ان بالا سطور کا صحیح مطلب اور مفہوم بیان کرنے کی تکلیف گوارا کی۔ اور [illegible] ان شذرات کی طرف توجہ کی۔ جو ہم اپنے گزشتہ [illegible] پیش کر چکے ہیں۔ جس کی کوئی زیادہ توقع نہیں ہے۔ تو اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ علی برادران کی محض بے جا حمایت کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ اور "الفضل" نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہی صحیح اور درست ہے۔

کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ اخبار "سیاست" اپنی بارگاہ سے جن کو "مجاہدین اسلام" کا خطاب دیتا ہے۔ ان کے نزدیک خواتین اسلام کی حرمت۔ قرآن پاک کی تقدیس اور مساجد کا احترام بمقابلہ سوراج چونکہ "چھوٹے جھگڑے" ہیں۔ اسلئے وہ ان کی ذرا بھی پرواہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور ان کی حفاظت کی طرف توجہ کرنا اپنی قوتوں کو زائل کرنا قرار دیتے ہیں۔ اگر مجاہدین اسلام کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ تو "سیاست" کو ایسے مجاہد مبارک ہوں۔ مگر کوئی باغیرت اور باحمیت مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی ان "مجاہدین" کی پیروی کرنے کا خیال دل میں نہیں لا سکتا۔ بلکہ ان کے اس قسم کے خیالات اور ارادوں کو اسلام کے لئے ننگ اور عار سمجھے گا۔

"سیاست" نے علی برادران کی حمایت کرتے ہوئے جن دلائل قویہ سے کام لیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ

"اس وقت جزیرۃ العرب کی آزادی کی تحریک کو کمزور کرنے اور ہندوستان میں مسلمانوں کی تنظیم میں روکاوٹیں پیدا کرنے کیلئے حکومت اور ہندو اخبارات علی برادران کے خلاف بدظنیاں پیدا کرنی چاہتے ہیں۔"

جزیرۃ العرب کی آزادی کی تحریک میں جس قدر طاقت اور قوت پیدا ہو چکی ہے۔ اور جسے حکومت کمزور کرنا چاہتی ہے۔ اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس تحریک کے زور اور قوت کے ظاہری اثرات ہماری آنکھوں سے قطعاً پنہاں ہیں۔ ان کا پتہ "سیاست" ہی کو ہوگا۔ یا گورنمنٹ کو۔ لیکن یہ ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ علی برادران نے ہندوستان میں مسلمانوں کی "تنظیم" کا کام کب سے شروع کیا ہے۔ اور "سیاست" کو اس کا علم کس دن سے ہوا ہے۔ ابھی چند دن ہوئے "سیاست" تو یہ رونا رو رہا تھا۔ کہ علی برادران مسلمانوں کی تنظیم کیطرف توجہ نہیں کرتے۔

اگر "سیاست" کو بیجا حمایت کے جوش میں وہ وقت یاد نہ رہا ہو یا جان بوجھکر اس کو فراموش کر رہا ہو۔ تو اپنا ۷ر نومبر کا پرچہ ملاحظہ فرمائیے۔ جس میں لکھا ہے:-

"اسوقت عام طور پر مسلمان مولٰنا محمد علی کے موجودہ طرز عمل سے مطمئن نہیں۔ انکی تمنا ہے۔ کہ مولٰنا ہندوستان کی آزادی کی تحریک کی سرگرمیوں کا اظہار فرمانے کے ساتھ ساتھ مسلمانان ہندوستان کی تنظیم اور اصلاح کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔ لیکن اب تک مولٰنا مسلمانوں کی بربادیوں اور تباہیوں کے دیکھنے کے باوجود متوجہ نہ ہوئے۔"

ان الفاظ میں "سیاست" نے بالکل صفائی کیساتھ لکھا ہے کہ محمد علی صاحب نے ۷ر نومبر تک مسلمانوں کی تنظیم اور اصلاح کی طرف توجہ بالکل نہ کی تھی۔ اب اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ "سیاست" کے یہ الفاظ شائع ہونے کے بعد علی برادران مسلمانان ہندوستان کی تنظیم میں لگ گئے۔ تو کیا یہ حیرت انگیز امر نہ ہوگا۔ کہ انہیں اتنے قلیل عرصہ میں اسقدر زور اور قوت پیدا ہو جائے کہ حکومت کو اسکے کمزور کرنے کی ضرورت لاحق ہو۔ اور حکومت اس کے مقابلہ میں اس قدر بے دست و پا ہو جائے۔ کہ "مسلمانوں میں بدظنیاں" پیدا کرکے اپنی حفاظت کا سامان کرنا چاہے۔

ہم معاصر "سیاست" کے بہت ہی ممنون ہونگے اگر وہ اس فوق العادت اور بے نظیر تنظیم کے اثرات اور نتائج کا پتہ بتائے گا۔ جو علی برادران کے ذریعہ ظہور پذیر ہوئی اور جسے کمزور کرنے کی لئے حکومت مسلمانوں میں بدظنیاں پیدا کر رہی ہے۔ لیکن اگر مسلمان اب بھی اسی طرح منتشر اور غیر منظم ہیں۔ جس طرح اس وقت تھے۔ جبکہ "سیاست" نے مسٹر محمد علی کو ان کی تنظیم کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور فی الواقعہ ایسے ہی ہیں۔ تو پھر "سیاست" کا یہ عذر جس قدر حقیقت رکھتا ہے۔ اس کا اندازہ وہ خود کر سکتا ہے۔

اور خدائے پاک کی عبادت گاہ کی حرمت کیلئے ہم نے خون کے دریا بہائے ہیں۔ اور بہائیں گے مگر آج اس کام کو مد نظر رکھتے ہوئے جو ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور جس کا عکس ہم پر مقدم ہے۔ ہم اپنے آپ کو چھوٹے جھگڑوں میں جو اگرچہ نہایت درجہ اہم ہیں۔ اپنی قوتوں کو زایل نہ کریں گے "

یہ الفاظ کسی ہندو آریہ یا حکومت پرست اخبار نے شایع نہیں کئے۔ بلکہ اخبار "خلافت" نے اپنے "نامہ نگار خصوصی" کے شایع کئے ہیں۔ اور اخبار "خلافت" مرکزی خلافت کمیٹی کا آرگن ہے۔ اسلئے "سیاست" ان الفاظ کے متعلق یہ عذر پیش نہیں کرسکتا۔ جسے اس نے اپنے مضمون میں بڑے شد و مد کے ساتھ پیش کیا ہے۔ کہ "الفضل" نے جو کچھ لکھا ہے۔ ہندو۔ آریہ اور حکومت پرست اخبارات کے بیان پر ایمان لاکر" لکھا ہے۔ اب ہم اپنی طرف سے ان کے متعلق کچھ نہیں کہتے۔ اور معاصر "سیاست" سے ہی درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ بتائے۔ ان کا مطلب اور مفہوم کیا ہے۔ ان سطور میں ماں۔ بیٹی۔ بہو۔ کو بے حرمت کرنے۔ قرآن شریف کو پھاڑنے اور مسجد کو شہید کرنے کے الفاظ خاص طور پر مشکل واقعہ ہوئے ہیں۔ براہ مہربانی ان کی تشریح اور توضیح فرمادیجائے اور بتادیا جائے۔ کہ ان سے یہ مطلب اخذ کرنا۔ کہ "اگر شدھی باز اور سنگھٹنے مسلمانوں کی عزت اور جان پر حملے کریں۔ تو وہ (علی برادران) پرواہ نہ کرینگے" "صریح کذب بیانی اور افترا پردازی" ہے۔ یا اصل حقیقت ؟

ہمیں امید ہے۔ کہ اگر معاصر موصوف نے مذکورہ بالا سطور کا صحیح مطلب اور مفہوم بیان کرنے کی تکلیف گوارا کی۔ اور ساتھ ہی ان فقرات کی طرف توجہ کی۔ جو ہم اپنے گذشتہ مضمون میں پیش کرچکے ہیں۔ جس کی کوئی زیادہ توقع نہیں ہے۔ تو اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ "علی برادران کی محض بے جا حمایت کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ اور "الفضل" نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہی صحیح اور درست ہے۔

کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ اخبار "سیاست" اپنی بارگاہ سے جن کو "مجاہدین اسلام" کا خطاب دیتا ہے۔ ان کے نزدیک خواتین اسلام کی حرمت۔ قرآن پاک کی تقدیس اور مساجد کا احترام بمقابلہ سوراج چونکہ "چھوٹے جھگڑے" ہیں۔ اسلئے وہ ان کی ذرا بھی پرواہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور ان کی حفاظت کی طرف توجہ کرنا اپنی قوتوں کو زایل کرنا قرار دیتے ہیں۔ اگر مجاہدین اسلام کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ تو "سیاست" کو ایسے مجاہد مبارک ہوں۔ مگر کوئی باغیرت اور باحمیت مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی ان "مجاہدین" کی پیروی کرنے کا خیال دل میں نہیں لاسکتا۔ بلکہ ان کے اس قسم کے خیالات اور ارادوں کو اسلام کے لئے ننگ اور عار سمجھے گا۔

"سیاست" نے علی برادران کی حمایت کرتے ہوئے جن دلایل قویہ سے کام لیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ

"اس وقت جزیرۃ العرب کی آزادی کی تحریک کو کمزور کرنے اور ہندوستان میں مسلمانوں کی تنظیم میں روکاوٹیں پیدا کرنے کیلئے حکومت اور ہندو اخبارات علی برادران کے خلاف بدظنیاں پیدا کرنی چاہتے ہیں"

جزیرۃ العرب کی آزادی کی تحریک میں جس قدر طاقت اور قوت پیدا ہوچکی ہے۔ اور جسے حکومت کمزور کرنا چاہتی ہے۔ اسکے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس تحریک کے زور اور قوت کے ظاہری اثرات ہماری آنکھوں سے قطعاً پنہاں ہیں۔ ان کا پتہ یا تو "سیاست" کو ہوگا۔ یا حکومت کو۔ البتہ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ علی برادران نے "ہندوستان میں مسلمانوں کی تنظیم" کا کام کب سے شروع کیا ہے۔ اور "سیاست" کو اس کا علم کس دن سے ہوا ہے۔ ابھی چند دن ہوئے "سیاست" تو یہ رونا رو رہا تھا۔ کہ علی برادران مسلمانوں کی تنظیم کیطرف توجہ نہیں کرتے "

اگر "سیاست" کو بیجا حمایت کے جوش میں وہ وقت یاد نہ رہا ہو یا جان بوجھکر اس کو فراموش کر رہا ہو۔ تو اپنا ۹ر نومبر کا پرچہ ملاحظہ فرمائیے۔ جسمیں لکھا ہے:-

"اسوقت عام طور پر مسلمان مولانا محمد علی کے موجودہ طرز عمل سے مطمئن نہیں۔ انکی تمنا ہے۔ کہ مولانا ہندوستان کی آزادی کی تحریک کی سرگرمیوں کا اظہار فرمانے کے ساتھ ساتھ مسلمانان ہندوستان کی تنظیم اور اصلاح کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔ لیکن اب تک مولانا مسلمانوں کی بربادیوں اور تباہیوں کے دیکھنے کے باوجود متوجہ نہ ہوئے "

یہ الفاظ ہیں "سیاست" نے بالکل صفائی کیساتھ لکھا ہے کہ محمد علی صاحب ۹ر نومبر تک مسلمانوں کی تنظیم اور اصلاح کی طرف توجہ نہ کی تھی۔ اب اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ "سیاست" کے یہ الفاظ شایع ہونے کے بعد علی برادران مسلمانان ہندوستان کی تنظیم میں لگ گئے۔ تو کیا یہ حیرت انگیز امر نہ ہوگا۔ کہ اتنے قلیل عرصہ میں اسقدر زور اور قوت پیدا ہوجائے کہ حکومت کو اسکے کمزور کرنے کی ضرورت لاحق ہو۔ اور حکومت اس کے مقابلہ میں اس قدر بے دست و پا ہوجائے۔ کہ "مسلمانوں میں بدظنیاں" پیدا کرکے اپنی حفاظت کا سامان کرنا چاہے۔

ہم معاصر "سیاست" کے بہت ہی ممنون ہونگے اگر وہ اس فوق العادت اور بے نظیر تنظیم کے اثرات اور نتایج کا پتہ بتائے گا۔ جو علی برادران کے ذریعہ ظہور پذیر ہوئی۔ اور جسے کمزور کرنے کی لئے حکومت مسلمانوں میں بدظنیاں پیدا کر رہی ہے۔ لیکن اگر مسلمان اب بھی اسی طرح منتشر اور غیر منظم ہیں۔ جس طرح اس وقت تھے۔ جبکہ "سیاست" نے مسٹر محمد علی کو ان کی تنظیم کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور فی الواقعہ ایسے ہی ہیں۔ تو پھر "سیاست" کا یہ عذر جس قدر حقیقت رکھتا ہے۔ اس کا اندازہ وہ خود کرسکتا ہے۔

ہم نے مسلمانوں کے غور و فکر کے لئے علی برادران کی جو تباہ کن روش ان کے سامنے رکھی ہے۔ اس سے چڑ کر "سیاست" نے کہدیا ہے کہ

"خدارا آپ ان کے فکر میں نہ گھلئے۔ وہ آپ اپنا فکر کر لیں گے۔ اور نہ آپ ان کو مشورہ دینے کی زحمت گوارا فرمائیں"۔

لیکن اسے یاد رہنا چاہیئے۔ کہ چونکہ مسلمانوں کی اصلاح اور ان کی بہتری ہمارا اولین فرض ہے۔ اسلئے ہم آپ جیسے لوگوں کے کہنے سے اسکو چھوڑ نہیں سکتے۔ وہ وقت آئے گا۔ اور انشاء اللہ ضرور آئے گا۔ جب مسلمانوں کو ہمارے مشوروں کی قدر معلوم ہوگی۔ جیسا کہ ہجرت اور عدم تعاون کے مختلف شعبوں کے متعلق ہمنے جو مشورے دیئے تھے۔ اُن کی اب قدر معلوم ہو رہی ہے۔ اور مسلمان دل سے اقرار کر رہے ہیں۔ کہ امام جماعت احمدیہ نے جو کچھ فرمایا تھا وہی سلامتی اور کامیابی کی راہ تھی۔

سیاست نے اپنے اس مضمون میں بھی احمدی مجاہدین علاقہ ارتداد کا ذکر چھیڑا ہے۔ اور لکھا ہے۔

"علاقہ ارتداد میں قادیانی مبلغین نے جسطرح مرتدوں کو مسلمان کرنیکی بجائے مسلمانوں کو مرتد کرنیکی کوششیں کیں۔ اسکی اطلاعات وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہیں۔ اب ان مبلغین کی دست درازیاں اس حد تک پہنچ گئی ہیں۔ کہ بعض مقامات میں مسلمان ان سے تنگ آکر اور پریشان ہوکر علی الاعلان انکا سوشل بائیکاٹ کرنے پر مجبور ہوئے ہیں"۔

اس کے متعلق ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر احمدی مبلغین مرتدوں کو مسلمان کر سکتے تھے۔ اور مسلم اخبارات نے اس مشکل کو حل کرنیکے لئے جماعت احمدیہ کو توجہ دلائی تھی۔ تو پھر یہ کس منہ سے کہا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کو مرتد کرنیکی کوششیں کیں۔ باقی رہا یہ امر کہ مخالفین نے احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ کرنا شروع کر دیا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ احمدی شروع دن سے اس حربہ کا شکار ہوتے رہے ہیں۔ اور یہ وہی حربہ ہے جو ابتدائے اسلام میں اہل مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خدام کے خلاف چلایا تھا۔ لیکن اگر یہ حربہ اُسوقت بیکار ثابت ہوا اور اسلام کی ترقی کو نہ روک سکا۔ اور ابتک جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں بیکار ثابت ہوتا رہا ہے۔ اور اشاعت احمدیت اس سے نہ رُک سکی۔ تو آیندہ بھی انشاءاللہ نہیں رُک سکے گی۔ اور اب بھی اسکو استعمال کرنیوالے اسیطرح خائب و خاسر رہیں گے جسطرح پہلے ہوتے رہے ہیں۔ اور ہمارے مخالفین کی یہ روش ثبوت ہے اس بات کا کہ ان میں دلائل کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور وہ ہمارے زبردست براہین کے سامنے بالکل عاجز اور درماندہ ہیں۔

"سیاست" نے اپنے ترکش سے آخری تیر جو ہمپر چلایا ہے وہ یہ ہے۔

"اب تک یہ جماعت اپنے مذہبی عقائد کی تبلیغ پر کمربستہ تھی۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں میں باہمی بدظنی پیدا کرکے حکومت کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنا چاہتی ہے"۔

اس وقت جبکہ حکومت کے خلاف نفرت و حقارت پھیلانا اسقدر ضروری سمجھا جا رہا ہے کہ مسٹر شوکت علی اسکے مقابلہ میں مسلمان مستورات کی عصمت و حرمت قرآن کریم اور مساجد کی حفاظت کو چھوٹے جھگڑے قرار دے رہے ہیں۔ حکومت کا نام لیکر ہمکو غلط اور جھوٹے الزامات کا نشانہ بنانا معمولی بات ہے۔ لیکن ہم خدا تعالیٰ کو شاہد رکھ کر کہتے ہیں۔ کہ اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کی بہتری سے بڑھ کر ہمارے لیئے کوئی چیز لذیذ نہیں۔ اور اسکے لئے ہم بڑی سے بڑی قربانی کرنے کیلئے نہ صرف تیار ہیں۔ بلکہ کر رہے ہیں۔ جو حقیقت شناس آنکھیں دیکھ رہی اور قدر شناس دل محسوس کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں جو کوئی ہم پر یہ الزام لگاتا ہے۔ کہ ہم اسلامی فوائد کو کسی دنیاوی طاقت کے لیئے نقصان پہنچاتے ہیں۔ وہ ہم پر بہت بڑا ظلم کرتا ہے جس کے لئے وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا۔

مسلمانوں کو تنظیم کی ضرورت

مسلمانوں کو حوادث روزگار کے تھپیڑوں نے اپنی اصلاح اور تنظیم کے لیئے جس قدر مجبور کر دیا ہے۔ اسکا کسی قدر پتہ مسلم اخبارات کے متفقہ بیانات سے لگ سکتا ہے۔

"اخبار سیاست" ۲۴ اکتوبر مسلم لیڈروں کو مخاطب کرکے لکھتا ہے۔

"خدارا آپ اپنی قوم کی تنظیم کی کوشش کریں۔ آپ ایک مرکز قائم کریں۔ جس کے نظام کے ماتحت قوم منسلک ہو جائے۔ آپ جبتک اپنی قوم کی تنظیم قائم نہ کریں۔ آپ جب تک اپنے گھروں میں اتحاد قائم نہ کریں تب تک آپکا دوسرے مذاہب سے اتحاد مشکل ہے"۔

"زمیندار" ۲۶ اکتوبر لکھتا ہے۔

"اسلامیان ہند کا ایک مرکز ہو۔ جس کے حکموں اشاروں اور عبادتوں کو ہر کہ و مہ۔ امیر و غریب۔ اندنیٰ و اعلیٰ عمل پیرا ہو۔ جو ہمارے دینی و دنیوی امور کا کفیل ہو"۔

اخبار وکیل ۲۷ اکتوبر رقمطراز ہے

"اگر مخالفوں کی ایذا رسانیوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہو۔ اگر اغیار کے بڑھے ہوئے حوصلوں کو پست کرنیکے خواہشمند ہو۔ اگر قوم کے اطفال و خواتین کو یتیمی اور بیوگی سے بچانیکے متمنی ہو۔ اگر اپنے ناکردہ گناہ بھائیوں کو سزاؤں اور عقوبتوں سے نجات دلانیکے خواہاں ہو۔ تو سچے مسلمانوں کی طرح اپنے اندر اتحاد اور ہمدردی پیدا کرو"۔

یہ سب کچھ صحیح لیکن کیا اخباروں کی چیخ و پکار سے ابتک کوئی نتیجہ نکلا ہے۔ کہ آیندہ کوئی امید رکھی جائے۔ اخبار زمیندار کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ "اخبارات میں مضامین لکھے جاتے ہیں۔ رہنمایان قوم اپنی تقریروں میں اشارۃً مسلمانوں کو تنظیم کی طرف متوجہ کر دیتے ہیں۔ اور بس۔ اس سے زیادہ کوئی کچھ نہیں کرتا۔ اور مسلمان ایک بے سردار فوج کی طرح پریشان اور بے راہ رو ہو رہے ہیں" اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ بات لیڈروں کے بس کی ہی نہیں۔ حقیقی اتحاد......اور اصلی تنظیم مسلمانوں میں اسی وقت قطعاً نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ایک نقطہ پر جمع نہ ہوں ✦

ہم نے مسلمانوں کے غور و فکر کے لئے علی برادران کی جو تباہ کن روش ان کے سامنے رکھی ہے۔ اس سے چڑکر "سیاست" نے کہدیا ہے کہ

"خدارا آپ ان کے فکر میں نہ گھلئے۔ وہ آپ اپنا فکر کر لیں گے۔ اور نہ آپ ان کو مشورہ دینے کی زحمت گوارا فرمائیں"

لیکن اسے یاد رہنا چاہیئے۔ کہ چونکہ مسلمانوں کی اصلاح اور ان کی بہتری ہمارا اولین فرض ہے۔ اسلئے ہم آپ جیسے لوگوں کے کہنے سے اسکو چھوڑ نہیں سکتے۔ وہ وقت آئے گا۔ اور انشاء اللہ ضرور آئے گا۔ جب مسلمانوں کو ہمارے مشوروں کی قدر معلوم ہوگی۔ جیسا کہ ہجرت اور عدم تعاون کے مختلف شعبوں کے متعلق ہم نے جو مشورے دیئے تھے۔ ان کی اب قدر معلوم ہو رہی ہے۔ اور مسلمان دل سے اقرار کر رہے ہیں۔ کہ امام جماعت احمدیہ نے جو کچھ فرمایا تھا وہی سلامتی اور کامیابی کی راہ تھی

سیاست نے اپنے اس مضمون میں بھی احمدی مجاہدین علاقہ ارتداد کا ذکر چھیڑا ہے۔ اور لکھا ہے۔

"علاقہ ارتداد میں قادیانی مبلغین نے جسطرح مرتدوں کو مسلمان کرنیکی بجائے مسلمانوں کو مرتد کرنیکی کوششیں کیں۔ اسکی اطلاعات وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہیں۔ اب ان مبلغین کی دست درازیاں اس حد تک پہنچ گئی ہیں۔ کہ بعض مقامات میں مسلمان ان سے تنگ آکر اور پریشان ہو کر علی الاعلان انکا سوشل بائیکاٹ کرنے پر مجبور ہوئے ہیں"

اس کے متعلق ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر احمدی مبلغین مرتدوں کو مسلمان کر سکتے تھے اور مسلمان اخبارات نے اس مشکل کو حل کرنیکے لئے جماعت احمدیہ کو توجہ دلائی تھی۔ تو پھر یہ کس منہ سے کہا جاتا ہے۔ کہ انھوں نے مسلمانوں کو مرتد کرنیکی کوششیں کیں۔ باقی رہا یہ امر کہ مخالفین نے احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ کرنا شروع کر دیا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ احمدی شروع دن سے اس حربہ کا شکار ہوتے رہے ہیں۔ اور یہ وہی حربہ ہے۔ جو ابتدائے اسلام میں اہل مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خدام کے خلاف چلایا تھا۔ لیکن اگر یہ حربہ اسوقت بیکار ثابت ہوا اور اسلام کی ترقی کو نہ روک سکا۔ اور اب تک جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں بیکار ثابت ہوتا رہا ہے۔ اور ترقی احمدیت اس سے نہ رک سکی۔ تو آیندہ بھی انشاء اللہ نہیں رک سکے گی۔ اور اب بھی اسکو استعمال کرنیوالے اسیطرح خائب و خاسر رہیں گے جسطرح پہلے ہوتے رہے ہیں۔ اور ہمارے مخالفین کی یہ روش ثبوت ہے اس بات کا کہ ان میں دلائل کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور وہ ہمارے زبردست براہین کے سامنے بالکل عاجز اور درماندہ ہیں۔

"سیاست" نے اپنے ترکش سے آخری تیر جو ہم پر چلایا ہے وہ یہ ہے۔

"اب تک یہ جماعت اپنے مذہبی عقائد کی تبلیغ پر کمر بستہ تھی۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں میں باہمی بدظنی پیدا کر کے حکومت کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنا چاہتی ہے"

اس وقت جبکہ حکومت کے خلاف نفرت و حقارت پھیلانا اسقدر ضروری سمجھا جا رہا ہے کہ مسٹر شوکت علی اسکے مقابلہ میں مسلمان مستورات کی عصمت و حرمت قرآن کریم اور مساجد کی حفاظت کو چھوٹے جھگڑے قرار دے رہے ہیں۔ حکومت کا نام لیکر ہمکو غلط اور جھوٹے الزامات کا نشانہ بنانا معمولی بات ہے۔ لیکن ہم خدا تعالیٰ کو شاہد رکھ کر کہتے ہیں۔ کہ اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کی بہتری سے بڑھکر ہمارے لئے کوئی چیز لذیذ نہیں۔ اور اسکے لئے ہم بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے نہ صرف تیار ہیں۔ بلکہ کر رہے ہیں جسے حقیقت شناس آنکھیں دیکھ رہی اور قدر شناس دل محسوس کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں جو کوئی ہم پر یہ الزام لگاتا ہے۔ کہ ہم اسلامی فوائد کو کسی دنیاوی حکومت کے لئے نقصان پہنچاتے ہیں۔ وہ ہم پر بہت بڑا ظلم کرتا ہے جس کیلئے وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا

مسلمانوں کو تنظیم کی ضرورت

مسلمانوں کو حوادث روزگار کے تھپیڑوں نے اپنی اصلاح اور تنظیم کے لئے جس قدر مجبور کر دیا ہے۔ اسکا کسی قدر پتہ مسلم اخبارات کے متفرق بیانات سے لگ سکتا ہے۔

"اخبار سیاست" ۲۴ ر اکتوبر مسلم لیڈروں کو مخاطب کرکے لکھتا ہے۔

"خدارا آپ اپنی قوم کی تنظیم کی کوشش کریں آپ ایک مرکز قائم کریں۔ جس کے نظام کے ماتحت قوم منسلک ہو جائے۔ آپ جبتک اپنی قوم کی تنظیم قائم نہ کریں۔ آپ جب تک اپنے گھروں میں اتحاد قائم نہ کریں تب تک آپ کا دوسرے مذاہب سے اتحاد مشکل ہے"

"زمیندار" ۲۹ اکتوبر لکھتا ہے۔

"مسلمانان ہند کا ایک مرکز ہو۔ جس کے حکموں اشاروں اور عیاریوں و عملوں پر ہر کہ و مہ و امیر و غریب۔ ادنیٰ و اعلیٰ عمل پیرا ہو۔ جو ہمارے دینی و دنیوی امور کا کفیل ہو"

اخبار وکیل ۲۷ ر اکتوبر رقمطراز ہے

"اگر مخالفوں کی ایذا رسانیوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہو۔ اگر اغیار کے بڑھے ہوئے حوصلوں کو پست کرنیکے خواہشمند ہو۔ اگر قوم کے اطفال و خواتین کو یتیمی اور بیوگی سے بچانیکے متمنی ہو۔ اگر اپنے ناکردہ گناہ بھائیوں کو سزاؤں اور عقوبتوں سے نجات دلانیکے خواہاں ہو۔ تو سچے مسلمانوں کی طرح اپنے اندر اتحاد اور ہمدردی پیدا کرو"

یہ سب کچھ صحیح لیکن کیا اخباروں کی چیخ و پکار سے ہمیشہ کوئی نتیجہ نکلا ہے۔ کہ آیندہ کوئی امید رکھی جائے۔ اخبار زمیندار کا یہ لکھنا بالکل صحیح ہے کہ "اخبارات میں مضامین لکھے جاتے ہیں۔ رہنمایان قوم اپنی تقریروں میں اشارۃً مسلمانوں کو

تنظیم کی طرف متوجہ کر دیتے ہیں۔ اور [illegible] اور مسلمان ایک بے سردار فوج کی طرح پریشان اور بے راہ رو ہو رہے ہیں" اصل بات یہ ہے [illegible]

....اور اصلی تنظیم مسلمانوں میں اس وقت قطعاً نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ایک نقطہ پر جمع نہ ہوں +

جناب مفتی محمد صادق صاحب کی آمد پر اظہار خوشی

طلباء ہائی سکول کا جلسہ دعوت

۱۹ دسمبر کی صبح کو طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول نے جناب مفتی محمد صادق صاحب کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ اسکے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب نے ایک دلچسپ اور مؤثر تقریر انگریزی میں فرمائی جس کا ضروری خلاصہ یہ ہے۔

جناب مفتی صاحب کی تقریر

الٰہی تصرفات

میں نے جن ایام میں یورپ کا سفر کیا تھا۔ وہ جنگ کے زور کا زمانہ تھا۔ لائف بیلٹ ہر وقت اپنے پاس رکھنے پڑتے تھے حتیٰ کہ جب کھانا کھاتے تھے اُسوقت بھی لائف بیلٹ ہماری کرسیوں پر پڑے ہوتے تھے۔ جہاز ہمارے آگے اور پیچھے غرق ہو رہے تھے۔ ان حالات میں میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی اور عرض کیا کہ اے قادر خدا تیرے ہی دست تصرف میں سب کچھ ہے ہماری حفاظت فرما۔ اسکے بعد میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ خدا کے فرشتے میرے پاس آئے۔ اور انھوں نے مجھے بشارت دی کہ ہم اس جہاز کی حفاظت کے لیئے متعین کیئے گئے ہیں۔ اور تم سلامتی کے ساتھ کنارہ پر اترو گے۔ میں نے یہ بشارت اپنے جہازی ساتھیوں کو سنادی۔ مسٹر مارگولی ایتھ مشہور مخالف اسلام بھی یہ بات سنکر خوش ہوا کہ اس جہاز کی سلامتی کا یقین دلایا گیا ہے۔ چنانچہ میں اسی بشارت کے مطابق سلامتی کے ساتھ اُس ملک میں گیا اور صحت کے ساتھ اب میں واپس آیا ہوں۔

میری جسمانی حالت

میری جسمانی کمزوری کی طرف اس ایڈریس میں بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ میری جسمانی حالت بہت کمزور ہے۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ مجھے کبھی وہم بھی نہیں ہوا تھا کہ میں ملک سے باہر کام کر سکوں گا۔ ایک دفعہ سیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ذکر تھا زیادہ چلنے کے متعلق۔ کسی نے کہا کہ میں تیس میل چل سکتا ہوں کسی نے کہا کہ میں اس سے کم یا زیادہ۔ مجھ سے حضور نے پوچھا۔ مفتی صاحب آپ بتلایئے کتنا چل سکتے ہیں۔ میں نے عرض کیا صرف بٹالہ سے قادیان تک۔

اس سفر کے بشارات

میں نے اس مبارک سفر میں جو تکالیف اٹھائی ہیں۔ ان میں خدا نے مجھے بشارتیں دیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر زیارت کی۔ حضرت مسیح موعود نے بھی مجھے بار بار تسلی و تشفی دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی مجھے ہدایات دیں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول سے متعلق

میں طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول سے محبت رکھتا ہوں کہ یہ خدمت دین کے لیئے تیار ہو رہے ہیں۔ میں اس سکول میں ٹیچر رہا ہوں ہیڈ ماسٹر رہا ہوں۔ میں آپ کے لیئے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

مفتی صاحب کی تقریر کے بعد جناب ذوالفقار علیخاں صاحب نے اپنی ایک رباعی پڑھی جس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مسکراتے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمایا

اسوقت جو پروگرام ہے اس میں نہ مفتی صاحب کی تقریر کرنے کا وقت ہے نہ میرے لیئے۔ مگر چونکہ ذوالفقار علی خاں صاحب نے بتا دیا ہے کہ بغیر وقت مقرر ہونے کے بھی وقت لیا جا سکتا ہے۔ اور مفتی صاحب نے بھی وقت لے لیا ہے اسلیئے ان دو نظیروں سے فائدہ اٹھا کر میں بھی وقت لیتا ہوں۔ گو پروگرام میں تو تلاوت و نظم اور میاں عبد السلام کا ایڈریس ہی درج ہے۔ مگر ہم لوگوں نے زبردستی وقت لے لیا ہے۔

مفتی صاحب کا تعلق سکول سے

مفتی صاحب کی آمد پر جماعت کو خوشی ہے۔ یہ خوشی مدرسہ کے طلباء کو بھی ہے۔ کیونکہ مفتی صاحب ایک زمانہ میں اس سکول کے ٹیچر تھے اور پھر ہیڈ ماسٹر ایڈریس پیش کرنے والوں کو شاید معلوم نہیں۔ اور مفتی صاحب نے بھی اپنی تقریر میں اسکا ذکر نہیں کیا کہ وہ ایک وقت میں تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل بھی رہے ہیں۔

انگریزی میں تقریر کرنیکی وجہ

مفتی صاحب نے طلباء کے ایڈریس کے جواب میں انگریزی میں تقریر کی ہے۔ مگر یہ تقریر اسلیئے نہیں کی کہ مفتی صاحب انگریزی بولنے والے ملک سے آئے ہیں بلکہ اسلیئے کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء کو ان کے فرض کی طرف متوجہ کریں۔ کہ اس سکول کے بچے بھی انگریزی میں تقریر کرنا سیکھیں۔ مشہور ضرب المثل ہے کہ سفید بھیڑوں میں کالی بھیڑیں بھی ہوتی ہیں۔ یعنی کمزور بھی ہوتے ہیں۔ اسی کے مطابق میرا خیال ہے کہ کئی طلباء نے اس تقریر کو نہیں سمجھا ہوگا۔ مگر آئندہ ان کو اسطرف توجہ کرنا چاہیئے اور انگریزی میں قابلیت پیدا کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے میں نے یہ محاورہ برے معنے میں استعمال نہیں کیا بلکہ میرے کالی بھیڑ کہنے سے ایسے طلباء مراد ہیں۔ جو اپنے کام کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے۔

عہد متعلمی کا ایک واقعہ

ایسے طلباء میں سے جو سکول میں نہیں پڑھا کرتے ایک میں بھی تھا۔ جو پڑھتا نہ تھا۔ ایک دفعہ مفتی صاحب نے امتحان لیا۔ میں نے جواب لکھا۔ مجھے مفتی صاحب نے بلوا کر پوچھا ایک لفظ نہیں سمجھ میں آتا۔ تم نے کیا لکھا ہے۔ وہ لفظ ملتا تھا

جناب مفتی محمد صادق صاحب کی آمد پر اظہار خوشی

طلباء ہائی سکول کا جلسۂ دعوت

۱۰ر دسمبر کی صبح کو طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول نے جناب مفتی محمد صادق صاحب کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ اسکے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب نے ایک دلچسپ اور مؤثر تقریر انگریزی میں فرمائی جس کا ضروری خلاصہ یہ ہے۔

جناب مفتی صاحب کی تقریر

الٰہی تصرفات

میں نے جن ایام میں یورپ کا سفر کیا تھا۔ وہ جنگ کے زور کا زمانہ تھا۔ لائف بیلٹ ہر وقت اپنے پاس رکھنے پڑتے تھے حتیٰ کہ جب کھانا کھاتے تھے اُسوقت بھی لائف بیلٹ ہماری کرسیوں پر پڑے ہوتے تھے۔ جہاز ہمارے آگے اور پیچھے غرق ہو رہے تھے۔ ان حالات میں میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی اور عرض کیا کہ اے قادر خدا تیرے ہی دست تصرف میں سب کچھ ہے ہماری حفاظت فرما۔ اسکے بعد میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ خدا کے فرشتے میرے پاس آئے۔ اور اُنھوں نے مجھے بشارت دی کہ ہم اس جہاز کی حفاظت کے لیئے متعین کیئے گئے ہیں۔ اور تم سلامتی کے ساتھ کنارہ پر اُترو گے۔ میں نے یہ بشارت اپنے جہازی ساتھیوں کو سنا دی۔ مسٹر مارگولی ایتھ مشہور مخالف اسلام بھی یہ بات سنکر خوش ہوا کہ اس جہاز کی سلامتی کا یقین دلایا گیا ہے۔ چنانچہ میں اسی بشارت کے مطابق سلامتی کے ساتھ اُس ملک میں گیا اور صحت کے ساتھ اب میں واپس آیا ہوں۔

میری جسمانی حالت

میری جسمانی کمزوری کی طرف اس ایڈریس میں بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ میری جسمانی حالت بہت کمزور ہے۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ مجھے کبھی وہم بھی نہیں ہوا تھا کہ میں ملک سے باہر کام کر سکوں گا۔ ایک دفعہ سیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ذکر تھا زیادہ چلنے کے متعلق۔ کسی نے کہا کہ میں تیس میل چل سکتا ہوں کسی نے کہا کہ میں اس سے کم یا زیادہ۔ مجھ سے حضور نے پوچھا۔ مفتی صاحب آپ بتائیے کتنا چل سکتے ہیں۔ میں نے عرض کیا صرف بٹالہ سے قادیان تک۔

اس سفر کے بشارات

میں نے اس مبارک سفر میں جو تکالیف اُٹھائی ہیں۔ ان میں خدا نے مجھے بشارتیں دیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر زیارت کی۔ حضرت مسیح موعود نے بھی مجھے بار بار تسلی و تشفی دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی مجھے ہدایات دیں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول سے متعلق

میں طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول سے محبت رکھتا ہوں کہ یہ خدمت دین کے لیئے تیار ہو رہے ہیں۔ میں اس سکول میں ٹیچر رہا ہوں ہیڈ ماسٹر رہا ہوں۔ میں آپ کے لیئے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

مفتی صاحب کی تقریر کے بعد جناب ذو الفقار علیخان صاحب نے اپنی ایک رباعی پڑھی۔ جس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مسکراتے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمایا

اسوقت جو پروگرام ہے اس میں نہ مفتی صاحب کی تقریر کرنے کا وقت ہے نہ میرے لیئے۔ مگر چونکہ ذو الفقار علی خاں صاحب نے بتا دیا ہے کہ بغیر وقت مقرر ہونے کے بھی وقت لیا جا سکتا ہے۔ اور مفتی صاحب نے بھی وقت لے لیا ہے اسلیئے ان دو نظیروں سے فائدہ اُٹھا کر میں بھی وقت لیتا ہوں۔ گو پروگرام میں تو تلاوت و نظم اور میاں عبد السلام کا ایڈریس ہی درج ہے۔ مگر ہم لوگوں نے زبردستی وقت لے لیا ہے۔

مفتی صاحب کا تعلق سکول سے

مفتی صاحب کی آمد پر جماعت کو خوشی ہے۔ یہ خوشی مدرسہ کے طلباء کو بھی ہے۔ کیونکہ مفتی صاحب ایک زمانہ میں اس سکول کے ٹیچر تھے اور پھر ہیڈ ماسٹر۔ ایڈریس پیش کرنے والوں کو شاید معلوم نہیں۔ اور مفتی صاحب نے بھی اپنی تقریر میں اسکا ذکر نہیں کیا کہ وہ ایک وقت میں تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل بھی رہے ہیں۔

انگریزی میں تقریر کرنیکی وجہ

مفتی صاحب نے طلباء کے ایڈریس کے جواب میں انگریزی میں تقریر کی ہے۔ مگر یہ تقریر اسلیئے نہیں کی کہ مفتی صاحب انگریزی بولنے والے ملک سے آئے ہیں بلکہ اسلیئے کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء کو ان کے فرض کی طرف متوجہ کریں۔ کہ اس سکول کے بچے بھی انگریزی میں تقریر کرنا سیکھیں۔ مشہور ضرب المثل ہے کہ سفید بھیڑوں میں کالی بھیڑیں بھی ہوتی ہیں۔ یعنی کمزور بھی ہوتے ہیں۔ اسی کے مطابق میرا خیال ہے کہ کئی طلباء نے اس تقریر کو نہیں سمجھا ہوگا۔ مگر آئندہ ان کو اسطرف توجہ کرنا چاہیئے اور انگریزی میں قابلیت پیدا کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے۔ میں نے یہ محاورہ بُرے معنے میں استعمال نہیں کیا بلکہ میرے کالی بھیڑوں سے ایسے طلباء مراد ہیں۔ جو اپنے کام کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے۔

عہد متعلمی کا ایک واقعہ

ایسے طلباء میں سے جو سکول میں نہیں پڑھا کرتے ایک میں بھی تھا۔ جو پڑھتا نہ تھا۔ ایک دفعہ مفتی صاحب نے امتحان لیا۔ میں نے جواب لکھا۔ مجھے مفتی صاحب نے بلوا کر پوچھا ایک لفظ نہیں سمجھ میں آتا۔ تم نے کیا لکھا ہے۔ وہ لفظ ملتا تھا

ایک مشکل کا حل

از جناب مفتی محمد صادق صاحب

مدرسہ ندوۃ العلماء کے رکن اعلیٰ مولوی شبلی نعمانی صاحب زندہ تھے۔ تو ایک دفعہ عاجز چند احباب کے ہمراہ لکھنؤ میں اُن سے ملا۔ اثنائے گفتگو میں انھوں نے فرمایا۔ ایک مشکل ہے جو حل نہیں ہوتی کہ مدرسہ کے طلباء کو اگر صرف عربی پڑھائی جائے تو ان میں چستی اور زندہ دلی نہیں پیدا ہوتی۔ اور اگر تھوڑا سا چھینٹا انگریزی کا دیدیا جائے۔ تو اسکی اصلاح ہو جاتی ہے مگر ساتھ ہی بیدینی پیدا ہو جاتی ہے ہاں احمدیوں میں دیکھا ہے۔ کہ وہ انگریزی بھی پڑھے ہوئے ہیں۔ اور دیندار بھی ہیں۔ ہم نے عرض کی۔ کہ پھر مشکل کا حل تو آپ نے معلوم کر لیا۔ غرض یہ تھی۔ کہ احمدیت میں یہ تاثیر ہے۔ کہ وہ عربی خوانی اور انگریزی خوانی ہر دو کے نقائص سے بچاتی اور ان کے فوائد سے طالب علم کو بہرہ ور کرتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت میں ہر دو قسم کے اصحاب موجود ہیں۔ وہ جو عربی میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں۔ اور وہ جو انگریزی میں اعلیٰ درجہ کی قابلیت حاصل کئے ہوئے ہیں۔ پھر دو اصحاب تعلیم و تزکیہ احمدیت کے زیر اثر دیندار۔ متقی۔ اور دینی و دنیوی کاموں میں باخبر ہوشیار اور صاحب عمل ہیں۔ علاوہ ازیں برخلاف دوسری جماعتوں کے ہماری جماعت کے علماء اور انگریزی خواں آپس میں اخوت اور محبت کے ایسے پاکیزہ تعلقات رکھتے ہیں۔ جنکی نظیر اور جگہ نہیں پائی جاتی۔ راقم خود نہ تو کسی مدرسہ عربیہ کا پاس یافتہ ہے۔ اور نہ انگریزی میں کسی اعلیٰ قابلیت کا مدعی ہے۔ میری عمر بھر کی کمائی تو صرف اسقدر ہے۔ کہ میں نے ایک متقی وجود کے ساتھ محبت کرنا سیکھا۔ اور اُسی میں حتی الوسع کوشاں رہا۔ مگر مجھے اس جماعت کے ہر دو قسم کے بزرگوں کی صحبت میں سفر اور حضر میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ جیسے ہمارے انگریزی خواں ہمارے علماء کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ ایسے ہی ہمارے علماء ہمارے انگریزی خوانوں کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ عزت تو بڑائی کا معیار ہر دو طرف تقویٰ اور اخلاص ہے۔ نہ کہ ظاہری علوم دینیہ یا دنیہ۔ ہر ایک کا خیال آیت کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کی طرف ہے اور بس۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تبلیغ کے کاموں پر اور دیگر خدمات سلسلہ پر جسکو موزون دیکھتے ہیں مقرر فرماتے ہیں۔ مگر جہاں تک میں نے غور کیا ہے۔ حضور کا تقرر بھی کسی کی ظاہری ڈگریوں یا دستار فضیلت کے لحاظ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ زیادہ تر مقرر شدہ صاحب کے اخلاص۔ تقویٰ اور اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام و دیگر بزرگان دین کے صحبت یافتہ ہونے پر ہوتا ہے۔ اور یا جس کام پر کوئی شخص مقرر کرنا ہوتا ہے اسکی ضروریات اور مناسبات کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ پھر کامیابی کا انحصار کسی کی لیاقت انگریزی یا عربی پر منحصر نہیں۔ مگر محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر ہے۔ حضرت امام اور بزرگان جماعت کی دعائیں ہیں جنہیں سلسلہ کی اصلی قوت اور فتحمندی ہے۔ میرا تجربہ جو تبلیغ کے متعلق ہے۔ اُس کا خلاصہ میری اس دعا میں ہے۔ جو میں اللہ تعالیٰ کے حضور کیا کرتا ہوں۔

اَنْتَ الْهَادِیْ۔ اَنْتَ الْحَقُّ۔ لَیْسَ الْهَادِیْ اِلَّا هُوَ۔ تو ہی ہادی ہے۔ تو ہی حق ہے۔ اللہ کے سوا کوئی ہادی نہیں۔

بسا اوقات ایک صاحب کے ساتھ میں نے گھنٹوں۔ ہفتوں۔ مہینوں مغزماری کی مگر جہاں وہ پہلے دن کھڑا تھا۔ اُس سے آگے ایک قدم نہ بڑھا۔ ایک دوسرے صاحب کی طرف میں نے کچھ بہت توجہ بھی نہ کی اور وہ تھوڑی گفتگو کے بعد مسلمان ہو گیا۔ خدا جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ یہی طریق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ اور یہی طریق آپ کے خلفاء کا ہے ٭

کون صاحب ہیں ایک صاحب بشیر احمد نام نے جنکا خط کسی نے مجھے دستی دیا تھا۔ امریکہ جانے کے متعلق چند سوالات لکھے ہیں جن کا جواب میں تحریر کر دیتا مگر خط پر راقم کا کچھ پتہ نہیں کہ جواب کہاں بھیجا جائے۔ مفتی محمد صادق قادیان۔

اشتہار

باجلاس جناب بی۔ اے۔ ایس صاحب بہادر آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر انچارج لکویڈیشنز ورکس بمقام لاہور۔

اوریئنٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ زیر لکویڈیشن لاہور سائل۔

بنام

شیخ خدا بخش خیر الدین سکنہ لاہور وغیرہ رسپانڈنٹ

درخواست نظر ثانی بنارا حکم مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۹ء و ۹ دسمبر ۱۹۱۹ء

نوٹس بنام (۱) شیخ اسلام الدین زین ساز کشمیری بازار لاہور۔

(۲) میاں جمال الدین لاہور لاٹ ہوس لاہور۔

(۳) لالہ شنکر داس مینوفیکچرنگ ایجنٹ انارکلی لاہور

(۴) میاں محمد ادریس خاں جنرل مرچنٹ انارکلی لاہور

مقدمہ مندرجہ عنوان میں لکویڈیٹر کے بیان سے پایا جاتا ہے۔ کہ متذکرۃ الصدر رسپانڈنٹ تعمیل سے (جان بوجھ کر) عمداً گریز کرتے ہیں۔ لہذا بذریعہ نوٹس ہذا زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی یہ اشتہار دیا جاتا ہے۔ کہ تم بتاریخ ۷ رجنوری ۱۹۲۴ء ۱۰ بجے دن قبل از دوپہر عدالت ہذا میں حاضر ہو کر مقدمہ مندرجہ عنوان کی پیروی کرو اور جواب دعویٰ داخل کرو اور وجہ بیان کرو کہ کیوں درخواست نظر ثانی منظور نہ کی جاوے اور حکم عدالت مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۹ء و ۹ دسمبر ۱۹۱۹ء منسوخ نہ کیا جاوے۔ عدم حاضری تمھاری میں کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔

آج بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت ہذا کی بتاریخ ۸ دسمبر ۱۹۲۳ء جاری کیا گیا۔

دستخط

ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر انچارج لکویڈیشن ورکس بمقام لاہور۔

ایک مشکل کا حل

از جناب مفتی محمد صادق صاحب

مدرسہ ندوۃ العلماء کے رکن اعلیٰ مولوی شبلی نعمانی صاحب زندہ تھے۔ تو ایک دفعہ عاجز چند احباب کے ہمراہ لکھنؤ میں اُن سے ملا۔ اثناء گفتگو میں انھوں نے فرمایا۔ ایک مشکل ہے جو حل نہیں ہوتی کہ مدرسہ کے طلباء کو اگر صرف عربی پڑھائی جائے تو ان میں چستی اور زندہ دلی نہیں پیدا ہوتی۔ اور اگر تھوڑا سا چھینٹا انگریزی کا دیدیا جائے۔ تو اسکی اصلاح ہو جاتی ہے مگر ساتھ ہی بیدینی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہاں احمدیوں میں دیکھا ہے۔ کہ وہ انگریزی بھی پڑھے ہوئے ہیں۔ اور دیندار بھی ہیں۔ ہم نے عرض کی۔ کہ پھر مشکل کا حل تو آپ نے معلوم کر لیا۔ غرض یہ تھی۔ کہ احمدیت میں یہ تاثیر ہے۔ کہ وہ عربی خوانی اور انگریزی خوانی ہر دو کے نقائص سے بچاتی اور ان کے فوائد سے طالب علم کو بہرہ ور کرتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت میں ہر دو قسم کے اصحاب موجود ہیں۔ وہ جو عربی میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں۔ اور وہ جو انگریزی میں اعلیٰ درجہ کی قابلیت حاصل کیئے ہوئے ہیں۔ پھر دو اصحاب تعلیم و تزکیہ احمدیت کے زیر اثر دیندار۔ متقی۔ اور دینی دنیوی کاموں میں باخبر ہوشیار اور صاحب عمل ہیں۔ علاوہ ازیں برخلاف دوسری جماعتوں کے ہماری جماعت کے علماء اور انگریزی خواں آپس میں اخوت اور محبت کے ایسے پاکیزہ تعلقات رکھتے ہیں۔ جنکی نظیر اور جگہ نہیں پائی جاتی۔ راقم خود نہ تو کسی مدرسہ عربیہ کا پاس یافتہ ہے اور نہ انگریزی میں کسی اعلیٰ قابلیت کا مدعی ہے۔ میری عمر بھر کی کمائی تو صرف اسقدر ہے۔ کہ مینے ایک مقدس وجود کے ساتھ محبت کرنا سیکھا۔ اور اُسی میں حتی الوسع کوشاں رہا۔ مگر مجھے اس جماعت کے ہر دو قسم کے بزرگوں کی صحبت میں سفر اور حضر میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور میں یقیناً یہ کہہ سکتا ہوں کہ جیسے ہمارے انگریزی خواں ہمارے علماء کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ ایسے ہی ہمارے علماء ہمارے انگریزی خوانوں کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ عزت اور بڑائی کا معیار ہر دو طرف تقویٰ اور اخلاص ہے۔ نہ کہ ظاہری علوم دنیویہ یا دینیہ۔ ہر ایک کا خیال آیت کریمہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ کی طرف ہے اور بس۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تبلیغ کے کاموں پر اور دیگر خدمات سلسلہ پر جس کسیکو موزون دیکھتے ہیں مقرر فرماتے ہیں۔ مگر جہاں تک میں نے غور کیا ہے۔ حضور کا تقرر بھی کسی کی ظاہری ڈگریوں یا دستار فضیلت کے لحاظ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ زیادہ تر مقرر شدہ صاحب کے اخلاص۔ تقویٰ اور اُس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام و دیگر بزرگان دین کے صحبت یافتہ ہونے پر ہوتا ہے۔ اور یا جس کام پر کوئی شخص مقرر کرنا ہوتا ہے اسکی ضروریات اور مناسبات کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ پھر کامیابی کا انحصار کسی کی لیاقت انگریزی یا عربی پر منحصر نہیں۔ مگر محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر ہے۔ حضرت امام اور بزرگان جماعت کی دعائیں ہیں جنہیں سلسلہ کی اصلی قوت اور فتحمندی ہے۔ میرا تجربہ جو تبلیغ کے متعلق ہے۔ اُس کا خلاصہ میری اس دعاء میں ہے۔ جو میں اللہ تعالیٰ کے حضور کیا کرتا ہوں۔

اَنْتَ الْهَادِيْ۔ اَنْتَ الْحَقُّ۔ لَيْسَ الْهَادِيْ اِلَّا هُوَ۔ تو ہی ہادی ہے۔ تو ہی حق ہے۔ اللہ کے سوا کوئی ہادی نہیں۔

بسا اوقات ایک صاحب کے ساتھ مینے گھنٹوں۔ ہفتوں۔ مہینوں مغز ماری کی مگر جہاں وہ پہلے دن کھڑا تھا۔ اُس سے آگے ایک قدم نہ بڑھا۔ ایک دوسرے صاحب کی طرف مینے کچھ بہت توجہ بھی نہ کی اور وہ تھوڑی گفتگو کے بعد مسلمان ہو گیا۔ خدا جسکو چاہتا ہے۔ ہدایت دیتا ہے۔ اُسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ یہی طریق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ اور یہی طریق آپ کے خلفاء کا ہے۔

کون صاحب ہیں ایک صاحب بشیر احمد نام نے جنکا خط کسی نے مجھے دستی دیا تھا۔ امریکہ جانے کے متعلق چند سوالات لکھے ہیں جنکے جواب مینے تحریر کئے ہیں مگر خط پر راقم کا کچھ پتہ نہیں کہ جواب کہاں بھیجا جائے۔ مفتی محمد صادق قادیان۔

اشتہار

ما

باجلاس جناب بی۔ اے۔ ایس صاحب بہادر آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر انچارج لکویڈیشن ورکس بمقام لاہور۔

اورینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ زیر لکویڈیشن لاہور سائل۔

بنام

شیخ خدا بخش خیر الدین سکنہ لاہور وغیرہ رسپانڈنٹ

درخواست نظر ثانی بنا راضی حکم مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۹ء و ۹ر دسمبر ۱۹۱۹ء

نوٹس بنام (۱) شیخ اسلام الدین زین ساز کشمیری بازار لاہور۔

(۲) میاں جمال الدین لاہور لائٹ ہوس لاہور۔

(۳) لالہ شنکر داس مینوفیکچرنگ ایجنٹ انارکلی لاہور

(۴) میاں محمد ادریس خاں جنرل مرچنٹ انارکلی لاہور

مقدمہ مندرجہ عنوان میں لکویڈیشن کے بیان سے پایا جاتا ہے۔ کہ متذکرۃ الصدر رسپانڈنٹ تعمیل سے (جان بوجھ کر) عمداً گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا بذریعہ نوٹس ہذا زیر آرڈر ۵ر قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی یہ اشتہار دیا جاتا ہے۔ کہ تم بتاریخ ۷ر جنوری ۱۹۲۴ء ۱۰ بجے دن قبل از دوپہر عدالت ہذا میں حاضر ہو کر مقدمہ مندرجہ عنوان کی پیروی کرو اور جواب دعویٰ داخل کرو اور وجہ بیان کرو کہ کیوں درخواست نظر ثانی منظور نہ کی جاوے اور حکم عدالت مورخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۱۹ء و ۹ر دسمبر ۱۹۱۹ء منسوخ نہ کیا جاوے۔ عدم حاضری تمھاری میں کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔

آج بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت ہذا کی بتاریخ ۸ ار دسمبر ۱۹۲۳ء جاری کیا گیا۔

دستخط

ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر انچارج لکویڈیشن ورکس بمقام لاہور۔

جس کو میں نے ہر جگہ صحیح لکھا تھا۔ جب کبھی ڈکٹیشن لکھوایا جاتا تھا۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ کبھی سترہ غلطیوں سے کم غلطیاں نکلی ہوں۔ اس سے زیادہ ضرور ہوتی تھیں۔ مولوی شیر علی صاحب جن کو میری انگریزی کا بہت خیال رہتا تھا۔ کڑھا کرتے تھے۔ لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ سترہ سے کبھی کم غلطیاں نہیں ہوئیں۔ گو میں نے اب انگریزی میں ترقی کر لی ہے۔ مگر ہجے میں اب بھی کمزوری ہے۔ تاہم اس زمانے اور اس وقت کی انگریزی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور میں خدا کے فضل کو اظہار کیلئے کہتا ہوں۔ کہ اب مجھے کئی گریجوایٹوں سے زیادہ انگریزی کے الفاظ اور محاورے آتے ہیں۔ اور ان کا استعمال جانتا ہوں۔

اگر میرے جیسا طالب علم جس کی مثال اوپر بیان کی گئی ہے۔ اس قدر ترقی کر سکتا ہے۔ تو وہ بچے جو محنتی ہوں۔ ان سے کس قدر امید کی جا سکتی ہے میں نے اپنی طالب علمی کے زمانہ کا یہ واقعہ محض قصے کے طور پر نہیں سنایا۔ بلکہ اپنے مخاطب بچوں کو ان کا فرض یاد کرایا تھا۔

سابقہ اور موجودہ زمانہ کا طرز تعلیم

وہ زمانہ جو میری طالب علمی کا زمانہ تھا۔ اس میں تعلیم کا طریق وہ نہ تھا۔ جو آج ہے۔ اس وقت صرف ریڈر پر زور دیا جاتا تھا۔ اور یہ نہیں بتایا جاتا تھا۔ کہ وہ ریڈر کے علاوہ اور کس طرح علم زبان میں ترقی کر سکتے ہیں۔ گرامر کے قواعد حفظ کرائے جاتے تھے۔ یہ طریق نہ تھا۔ کہ لڑکے انگریزی میں جواب دیں۔ اور استاد انگریزی میں سبق پڑھائے۔ لڑکے انگریزی بولیں۔ اور انگریزی لکھیں۔ اسلئے لکھنے کی قوت پیدا نہ ہوتی تھی۔ اگر اس وقت کوئی استاد جماعت میں جا کر انگریزی پڑھاتا تو الا ماشاء اللہ سبھی لڑکے منہ دیکھتے رہ جاتے۔ کہ استاد نے کیا کہا ہے۔ مگر اب تو پرائمری سے ہی انگریزی زبان پر زور دیا جاتا ہے۔

بغیر کئے کام نہیں آتا

پس طلباء کو چاہیئے۔ کہ مفتی صاحب کی تقریر سے فائدہ اٹھا کر انگریزی لکھنے اور بولنے کی مشق پر زیادہ توجہ کریں۔ کیونکہ کوئی کام محض سیکھ لینے سے نہیں آتا۔ بلکہ کرنے سے آتا ہے۔ میں اپنی نسبت کہتا ہوں۔ اور ہر جگہ انکساری ضروری نہیں ہوتی۔ اس لئے کہتا ہوں۔ کہ میں انگریزی کے الفاظ کسی اچھے سے اچھے گریجوایٹ سے زیادہ جانتا ہوں۔ اور ان کے طریق استعمال سے بھی واقف ہوں۔ مگر بول نہیں سکتا۔ کیونکہ ابتدا سے میں نے ادھر توجہ نہیں کی۔

ہم ہر ایک زبان کے سیکھنے کے شایق ہیں

پس تم پڑھنے میں یہ بات مد نظر رکھو۔ کہ انگریزی زبان لکھ سکو۔ اور بول سکو۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بنانے کی اصل غرض یہی تھی۔ کہ یہاں ایسے آدمی تیار ہوں۔ جو انگریزی ممالک میں جا کر بوقت ضرورت تبلیغی کام کریں۔ ان ممالک میں تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ جب تک ان کی زبان سے واقفیت اور ان کے علوم میں قابلیت نہ ہو۔ انگریزی ہی پر موقوف نہیں ہم فرانسیسی زبان بھی سکھلانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اسی طرح جرمنی۔ روسی وغیرہ تمام زبانیں سیکھنی ضروری ہیں۔ لیکن فی الحال ان کا انتظام مشکل ہے اگر ہمارے پاس سامان کی کمی نہ ہوتی۔ تو ہم وہ تمام زبانیں اپنے بچوں کو سکھاتے۔ جن کا جاننا ان ملکوں میں ضروری ہے۔ جہاں اردو سے کام نہیں چل سکتا۔

سکول کی حیثیت

اس سکول سے غرض یہ نہ تھی کہ اعلیٰ ملازمتوں کیلئے آدمی تیار کئے جائیں۔ بلکہ یہ تھی کہ مبلغ تیار ہوں۔ اسلئے اس سکول کی ایسی حیثیت ہے۔ جیسے ٹریٹوریل فورسز کی ہوتی ہے۔ کہ سال میں ایک ماہ جا کر کام سیکھ آتے ہیں۔ کیونکہ فوج کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک ریگولر فوج اور دوسری ٹیریٹوریل۔ اس طرح ایک ہمارے باقاعدہ مبلغ ہوتے ہیں۔ اور ایک ٹیریٹوریل فوج کی طرح۔ اور وہ یہ ہمارے ہائی سکول کے طلباء ہیں۔ کہ جب ہمیں ان کی ضرورت پڑے گی۔ ان سے کام لیں گے۔ یہاں ان کو قواعد سکھائے جاتے ہیں۔ اور جب کسی ملک میں ان کو بھیجنے کی ضرورت ہوگی۔ وہاں بھیجے جائیں گے۔

ہر کام میں مشق کی ضرورت

میں نے کئی دفعہ بتایا ہے۔ کہ مشق کا ہر کام میں دخل ہوتا ہے۔ اور اپنا ایک واقعہ بھی کئی دفعہ سنایا ہے۔ کہ ایک دفعہ ہمارا ایک مکان بن رہا تھا۔ مستری نظام الدین صاحب سیالکوٹی کام کر رہے تھے۔ میں نے ان کو دیکھ کر تیشہ چلانا آسان کام سمجھا۔ اور ان کے باہر جانے پر تیشہ لے کر چلایا۔ جس سے میری انگلی زخمی ہو گئی۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ مجھے مشق نہ تھی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ بغیر مشق کے کوئی کام نہیں ہو سکتا پس اگر تم صرف انگریزی پڑھتے رہو گے۔ اور بولنے اور لکھنے کی مشق نہ کرو گے۔ تو اس زبان میں بذریعہ تحریر و تقریر تم اظہار خیال نہ کر سکو گے۔ ہمارے سکول کے بچوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس میں مشق کریں۔ اور اساتذہ ان کو موقع دیں۔

ایڈریسوں کے متعلق نصیحت

بہتر ہو۔ کہ ایڈریس پیش کرنے کے موقع پر اسی زبان میں ایڈریس پیش کیا جائے۔ جس سے وہ شخص تعلق رکھتا ہو۔ اگر کوئی صاحب انگریزی جانتے ہوں تو انگریزی میں اور نہ جانتے ہوں تو اردو میں۔ اور عربی جانتے ہوں تو عربی میں پیش کیا جائے۔ میں نے مجلس ارشاد اسی لئے قایم کی تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ اس سے اب دلچسپی نہیں رہی۔ جب تک میں جاتا رہا۔ لوگوں نے دلچسپی لی۔ اور جب میں نے جانا بند کر دیا اور کہہ بھی دیا۔ کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ خود کہاں تک لوگوں میں اس کا شوق ہے۔ تو وہ بند ہو گئی۔

اب میں ایڈریس کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مختلف بچوں کو بولنے کا موقع ملنا چاہیئے۔ پہلے بھی ایک ایڈریس میاں عبد السلام نے پڑھا تھا اور آج بھی انہوں نے پڑھا ہے۔ ان کا یہ ایڈریس بھی

جس کو میں نے ہر جگہ صحیح لکھا تھا۔ جب کبھی ڈکٹیشن لکھوایا جاتا تھا۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ کبھی سترہ غلطیوں سے کم غلطیاں نکلی ہوں۔ اس سے زیادہ ضرور ہوتی تھیں۔ مولوی شیر علی صاحب جن کو میری انگریزی کا بہت خیال رہتا تھا۔ کڑھا کرتے تھے۔ لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ سترہ سے کبھی کم غلطیاں نہیں ہوئیں۔ گو میں نے اب انگریزی میں ترقی کر لی ہے۔ مگر مجھ میں اب بھی کمزوری ہے۔ تاہم اس زمانے اور اس وقت کی انگریزی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور میں خدا کے فضل کو اظہار کیلئے کہتا ہوں۔ کہ اب مجھے کئی گریجوایٹوں سے زیادہ انگریزی کے الفاظ اور محاورے آتے ہیں۔ اور ان کا استعمال جانتا ہوں۔

اگر میرے جیسا طالب علم جس کی مثال اوپر بیان کی گئی ہے۔ اس قدر ترقی کر سکتا ہے۔ تو وہ بچے جو محنتی ہوں۔ ان سے کس قدر امید کی جا سکتی ہے میں نے اپنی طالب علمی کے زمانہ کا یہ واقعہ محض قصے کے طور پر نہیں سنایا۔ بلکہ اپنے مخاطب بچوں کو ان کا فرض یاد کرایا تھا۔

سابقہ اور موجودہ زمانہ کا طرز تعلیم

وہ زمانہ جو میری طالب علمی کا زمانہ تھا۔ اس میں تعلیم کا طریق وہ نہ تھا۔ جو آج ہے۔ اس وقت صرف ریڈر پر زور دیا جاتا تھا۔ اور یہ نہیں بتایا جاتا تھا۔ کہ وہ ریڈر کے علاوہ اور کس طرح علم زبان میں ترقی کر سکتے ہیں۔ گرامر کے قواعد حفظ کرائے جاتے تھے۔ یہ طریق نہ تھا۔ کہ لڑکے انگریزی میں جواب دیں۔ اور استاد انگریزی میں سبق پڑھائے۔ لڑکے انگریزی بولیں۔ اور انگریزی لکھیں۔ اسلئے لکھنے کی قوت پیدا نہ ہوتی تھی۔ اگر اس وقت کوئی استاد جماعت میں جاکر انگریزی پڑھاتا تو الا ماشاء اللہ سبھی لڑکے منہ دیکھتے رہ جاتے۔ کہ استاد نے کیا کہا ہے۔ مگر اب تو پرائمری سے ہی انگریزی زبان پر زور دیا جاتا ہے۔

بغیر کئے کام نہیں آتا

پس طلباء کو چاہیئے۔ کہ مفتی صاحب کی تقریر سے فائدہ اٹھا کر انگریزی لکھنے اور بولنے کی مشق پر زیادہ توجہ کریں۔ کیونکہ کوئی کام محض سیکھ لینے سے نہیں آتا۔ بلکہ کرنے سے آتا ہے۔ میں اپنی نسبت کہتا ہوں۔ اور ہر جگہ انکساری ضروری نہیں ہوتی۔ اس لئے کہتا ہوں۔ کہ میں انگریزی کے الفاظ کسی اچھے سے اچھے گریجوایٹ سے زیادہ جانتا ہوں۔ اور ان کے طریق استعمال سے بھی واقف ہوں۔ مگر بول نہیں سکتا۔ کیونکہ ابتدا سے میں نے ادھر توجہ نہیں کی۔

ہم ہر ایک زبان کے سیکھنے کے شائق ہیں

پس تم پڑھنے میں یہ بات مد نظر رکھو۔ کہ انگریزی زبان لکھ سکو۔ اور بول سکو۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بنانے کی اصل غرض یہی تھی۔ کہ یہاں ایسے آدمی تیار ہوں۔ جو انگریزی ممالک میں جاکر بوقت ضرورت تبلیغی کام کریں۔ ان ممالک میں تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ جب تک ان کی زبان سے واقفیت اور ان کے علوم میں قابلیت نہ ہو۔ انگریزی ہی پر موقوف نہیں ہم فرانسیسی زبان بھی سکھلانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اسی طرح جرمنی۔ روسی وغیرہ تمام زبانیں سیکھنی ضروری ہیں۔ لیکن فی الحال ان کا انتظام مشکل ہے اگر ہمارے پاس سامان کی کمی نہ ہوتی۔ تو ہم وہ تمام زبانیں اپنے بچوں کو سکھاتے۔ جن کا جاننا ان ملکوں میں ضروری ہے۔ جہاں اردو سے کام نہیں چل سکتا۔

سکول کی حیثیت

اس سکول سے غرض یہ نہ تھی کہ اعلیٰ ملازمتوں کیلئے آدمی تیار کئے جائیں بلکہ یہ تھی کہ مبلغ تیار ہوں۔ اسلئے اس سکول کی ایسی حیثیت ہے۔ جیسے ٹریٹوریل فورسز کی ہوتی ہے۔ کہ سال میں ایک ماہ جاکر کام سیکھ آتے ہیں۔ کیونکہ فوج کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک ریگولر فوج اور دوسری ٹیری ٹوریل۔ اس طرح ایک ہمارے باقاعدہ مبلغ ہوتے ہیں۔ اور ایک ٹیری ٹوریل فوج کی طرح۔ اور وہ یہ ہمارے ہائی سکول کے [illegible] ہیں ان کی ضرورت پڑے گی۔ ان سے کام لیں گے۔ یہاں ان کو قواعد سکھائے جاتے ہیں۔ اور جب کسی ملک میں ان کو بھیجنے کی ضرورت ہوگی۔ وہاں بھیجے جائیں گے۔

ہر کام میں مشق کی ضرورت

میں نے کئی دفعہ بتایا ہے۔ کہ مشق کا ہر کام میں دخل ہوتا ہے۔ اور اپنا ایک واقعہ بھی کئی دفعہ سنایا ہے۔ کہ ایک دفعہ ہمارا ایک مکان بن رہا تھا۔ مستری نظام الدین صاحب سیالکوٹی کام کر رہے تھے۔ میں نے ان کو دیکھ کر تیشہ چلانا آسان کام سمجھا۔ اور ان کے باہر جانے پر تیشہ لے کر چلایا۔ جس سے میری انگلی زخمی ہو گئی۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ مجھے مشق نہ تھی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ بغیر مشق کے کوئی کام نہیں ہو سکتا پس اگر تم صرف انگریزی پڑھتے رہو گے۔ اور بولنے اور لکھنے کی مشق نہ کرو گے۔ تو اس زبان میں بذریعہ تحریر و تقریر تم اظہار خیال نہ کر سکو گے۔ ہمارے سکول کے بچوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس میں مشق کریں۔ اور اساتذہ ان کو موقع دیں۔

ایڈریسوں کے متعلق نصیحت

بہتر ہو۔ کہ ایڈریس پیش کرنے کے موقع پر اسی زبان میں ایڈریس پیش کیا جائے۔ جس سے وہ شخص تعلق رکھتا ہو۔ اگر کوئی صاحب انگریزی جانتے ہوں تو انگریزی میں اور نہ جانتے ہوں تو اردو میں۔ اور عربی جانتے ہوں تو عربی میں پیش کیا جائے۔ میں نے مجلس ارشاد اسی لئے قایم کی تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ اس سے اب دلچسپی نہیں رہی۔ جب تک میں جاتا رہا۔ لوگوں نے دلچسپی لی۔ اور جب میں نے جانا بند کر دیا اور کہہ بھی دیا۔ کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ خود کہاں تک لوگوں میں اس کا شوق ہے۔ تو وہ بند ہو گئی۔

اب میں ایڈریس کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مختلف بچوں کو بولنے کا موقع ملنا چاہیئے۔ پہلے بھی ایک ایڈریس میاں عبد السلام نے پڑھا تھا اور آج بھی انہوں نے پڑھا ہے۔ ان کا یہ ایڈریس بھی...

شاندار تیسرا ایڈیشن

نئیں

بحمد اللہ دوستوں کی خواہش کے مطابق درثمین اردو چھپ گیا ہے نیز تازہ کتب۔ ملکانہ من لگن بھجن ۱۲ر عہ کے ۲۰ رسالے احمدیہ جنتری ۱۹۲۴ء ۲ر عہ کی ۱۰ تیار تازہ ترجیم چوتھا اڈیشن ۱ر عہ کی ۱۲ تاریخ ارکان اسلام سلسلہ دینیہ نمبر ۱ اور نمبر ۲۔ ۱۰ر قصہ رام دئی ۰ر رحمانی شریف حبیبی تقطیع معرا مجلد عہ

ملنے کا پتہ محمد یامین تاجر کتب قادیان پنجاب

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

میسرز رام داس اگروال اینڈ کمپنی آف سیالکوٹ (مقیم لاہور) نیلام کنندگان نارتھ ویسٹرن ریلوے کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ عام نیلام کے ذریعہ ایک بھاری تعداد ناکارآمد چوبی سلیپروں اور سلیپروں کے ٹکڑوں کو جو مندرجہ ذیل ریلوے سٹیشنوں پر پڑے ہوئے موجود ہیں تاریخ اور وقت جو ان کے مقابل درج ہیں۔ اس پر نیلام کریں۔

(۱) لالہ موسیٰ بروز پیر مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۴ء بوقت ۱۰ بجے صبح
(۲) جہلم " منگل " ۱۵ " " " " "
(۳) گوجرخان " بدھ " ۱۶ " " " " "
(۴) کہاچھانی " جمعہ " ۱۸ " " " " "
(۵) کیمل پور بروز پیر " ۲۱ " " " " "
(۶) چھب بدھ " ۲۳ " " " " "
(۷) نوشہرہ جمعہ " ۲۵ " " " " "
(۸) پشاور چھاونی ہفتہ " ۲۶ " " " " "
(۹) محمود کوٹ بدھ " ۳۰ " " " " "

شرائط مشروط بروقت نیلام مشتہر کی جائیں گی

دفتر کنٹرولر آف سٹورز مغلپورہ (لاہور) مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۳ء | سی الیف لنگر کنٹرولر آف سٹورز نارتھ ویسٹرن ریلوے

فائدہ کی بات

حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ صاحب کے ہر بیماری کے مجرب نسخے۔ خواہ تیار دوائی اس پتہ سے منگوا کر فائدہ اٹھاؤ۔

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

دوستو!

اگر سردی ستاتی ہے

تو

میں نے ایک مرکب کشتہ فولاد تیار کیا ہے جس کے استعمال سے بوڑھے اور کمزور جسم اشخاص سردی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں۔ دماغ۔ معدہ۔ اعضائے رئیسہ وغیرہ کو طاقت بخشتا ہے۔ بھوک کو بڑھاتا ہے۔ صرف ۱۲ خوراک ایک موسم سرما سے محفوظ رہنے کے واسطے کافی ہیں جس کی قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک رکھی گئی ہے۔ اگر کسی شخص کو میری اس تحریر پر اطمینان نہ ہو تو اس کی تسلی کے واسطے یہ تجویز کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے امیر صاحب جماعت کے پاس قیمت ۱۲ خوراک ایک روپیہ جمع کرا دیوے۔ جب امیر صاحب کی اطلاع آنے پر ان کی خدمت میں دوائی بھیجدونگا اگر استعمال کنندہ مرکب کو مفید پائے تو وصول شدہ قیمت امیر صاحب جماعت میری طرف ارسال کر دیں اور بصورت دیگر اسکو واپس کر دیں۔ اور مجھے اطلاع دیں۔ یہ مرکب فولاد صرف تیس یا زیادہ سے زیادہ چالیس آدمیوں کے لیئے ہے۔ جن اصحاب کی درخواستیں پہلے پہنچیں گی صرف ان کی تعمیل ہو سکے گی۔

المشتہر خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم گڑھی شاہ دولہ گجرات پنجاب

حب اٹھرا۔ محافظ جنین

آج حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول کی طبی قابلیت کا لوہا دوست اور دشمن سب مانتے ہیں۔ آپ کا یہ مجرب نسخہ ہے جو حسب ذیل امراض کے لیئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے (۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) یا جنکے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) یا جنکے گھر میں اسقاط حمل کی عادت ہو گئی ہو (۴) یا جنکے یہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۵) یا جنکو بانجپن کمزوری رحم سے ہو (۶) یا جن کے بچے کمزور اور بد صورت پیدا ہوتے ہوں اور کمزور بیمار رہتے ہوں۔ ان کے لیئے گولیوں کا استعمال کرنا اشد ضروری ہے۔ قیمت فی تولہ عہ چھ تولہ تک خاص رعایت سو تولہ تک محصولڈاک معاف۔

سُرمہ اکسیر چشم طیار ہوگیا

ہم نے محض خدا کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح اول کا وہ نسخہ جسکو آپ بہت پسند فرمایا کرتے تھے تیار کیا ہے اسکے اعلیٰ اجزاء ایک ممیرہ ہے دوسرے موتی ہیں جو آنکھوں کی ہر ایک بیماری کے واسطے از حد مفید ہیں۔ اس سرمہ کو حضرت موصوف اپنے مطب کے مریضوں پر ہمیشہ استعمال فرماتے تھے۔ اسکو اگر باقاعدہ استعمال کیا جائے تو دھند غبار کو دور کرتا ہے۔ جالہ کو جڑ سے اکھاڑتا ہے۔ ککروں کو دور کرتا ہے۔ خارش چشم کو ہٹا کر ٹھنڈک پیدا کرتا ہے سرخی چشم کو دور کر کے تر و تازگی پیدا کرتا ہے۔ پلکوں کی موٹائی و سرخی کو ہٹاتا ہے۔ آنکھوں سے پانی لیسدار کے آنے کو روک دیتا ہے۔

غرض آنکھوں کے تمام امراض کو دور کرنے اور نظر کو بڑھانے کا عجیب آلہ ہے۔

قیمت فی تولہ عمر

المشتہر

نظام جان عبد اللہ جان دواخانہ معین الصحت۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

شاندار تیسرا ایڈیشن

بعض دوستوں کی خواہش کے مطابق درثمین اردو چھپ گیا ہے نیز تازہ کتب۔ مکالمہ من لگن بھجن ۱ر عہ کے ۲۰ رسالے احمد ۸ر جنتری ۱۹۲۴ء ۲ر عہ کی ۱۰ نماز مترجم چوتھا ایڈیشن ۱ر عہ کی ۱۱ تاریخ ارکان اسلام سلسلہ دینیہ نمبر ۱ و نمبر ۲ - ۱ر قصہ رام دہتی ۵ر رحمائل شریف جیبی تقطیع معرا مجلد عہ

ملنے کا پتہ محمد یامین تاجر کتب قادیان پنجاب

نارتھ ویسٹرن ریلوے
نوٹس

میسرز رام داس اگروال اینڈ کمپنی آف سیالکوٹ (مقیم لاہور) نیلام کنندگان نارتھ ویسٹرن ریلوے کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ عام نیلام کے ذریعہ ایک بھاری تعداد ناکارہ چوبی سلیپروں اور سلیپروں کے ٹکڑوں کو جو مندرجہ ذیل ریلوے سٹیشنوں پر پڑے ہوئے موجود ہیں تاریخ اور وقت جو ان کے مقابل درج ہیں۔ اس پر نیلام کریں۔

(۱) لالہ موسیٰ بروز پیر مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۴ء بوقت ۱۰ بجے صبح
(۲) جہلم " منگل " ۱۵ " " " " "
(۳) گوجرخان " بدھ " ۱۶ " " " " "
(۴) کوٹاچانی " جمعہ " ۱۸ " " " " "
(۵) کیمبل پور بروز پیر " ۲۱ " " " " "
(۶) چھچھ بدھ " ۲۳ " " " " "
(۷) نوشہرہ جمعہ " ۲۵ " " " " "
(۸) پشاور چھاؤنی ہفتہ " ۲۶ " " " " "
(۹) محمود کوٹ بدھ " ۳۰ " " " " "

شرائط مشروط بروقت نیلام مشتہر کی جائیں گی

دفتر کنٹرولر آف سٹورز ۲ سی ایف سنگھ
مغلپورہ (لاہور) | کنٹرولر آف سٹورز
مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۳ء | نارتھ ویسٹرن ریلوے

خانہ کی بات

حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا نورالدین رضؓ صاحب کے ہر بیماری کے مجرب نسخے۔ خواہ تیار دوائی اس پتہ سے منگوا کر فائدہ اٹھاؤ۔

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی
قادیان پنجاب

دوستو!
اگر سردی ستاتی ہے
تو

میں نے ایک مرکب کشتہ فولاد تیار کیا ہے جسکے استعمال سے بوڑھے اور کمزور جسم اشخاص سردی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں۔ دماغ۔ معدہ۔ اعضائے رئیسہ وغیرہ کو طاقت بخشتا ہے۔ بھوک کو بڑھاتا ہے۔ صرف ۲۰ خوراک ایک موسم سرما سے محفوظ رہنے کے واسطے کافی ہیں جسکی قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک رکھی گئی ہے۔ اگر کسی شخص کو میری اس تحریر پر اطمینان نہ ہو تو اسکی تسلی کے واسطے یہ تجویز کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے امیر صاحب جماعت کے پاس قیمت ۲۰ خوراک ایک روپیہ جمع کرا دیوے۔ میں امیر صاحب کی اطلاع آنے پر ان کی خدمت میں دوائی بھیجدونگا اگر استعمال کنندہ مرکب کو مفید پائے تو وصول شدہ قیمت امیر صاحب جماعت میری طرف ارسال کر دیں اور بصورت دیگر اسکو واپس کر دیں۔ اور مجھے اطلاع دیں۔ یہ مرکب فولاد صرف تیس یا زیادہ سے زیادہ چالیس آدمیوں کے لیئے ہے جن احباب کی درخواستیں پہلے پہنچیں گی صرف انکی تعمیل ہو سکے گی +

المشتہر خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی
موجد تریاق چشم گڑھی شاہ دولہ گجرات
پنجاب

حب اٹھرا۔ محافظ جنین

یہ حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول کی طبی قابلیت کا لوہا دوست اور دشمن سب مانتے ہیں۔ آپکا یہ مجرب نسخہ ہے جو حسب ذیل امراض کے لیئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے (۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) یا جنکے بچے پیدا ہو کر مرجاتے ہوں (۳) یا جنکے گھر میں اسقاط حمل کی عادت ہو گئی ہو (۴) یا جنکے یہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۵) یا جنکو بانجھپن کمزوری رحم سے ہو (۶) یا جن کے بچے کمزور اور بدصورت پیدا ہوتے ہوں اور کمزور بیمار رہتے ہوں۔ ان کے لیئے گولیوں کا استعمال کرنا اشد ضروری ہے۔ قیمت فی تولہ عہ چھ تولہ تک خاص رعایت ۳ تولہ تک محصولڈاک معاف +

سرمہ اکسیر چشم طیار ہو گیا

ہمنے محض خدا کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح اول کا وہ نسخہ جسکو آپ بہت پسند فرمایا کرتے تھے تیار کیا ہے اسکے اعلیٰ اجزاء ایک ممیرہ ہے دوسرے موتی ہیں جو آنکھوں کی ہر ایک بیماری کے واسطے از حد مفید ہیں۔ اس سرمہ کو حضرت موصوف اپنے مطب کے مریضوں پر ہمیشہ استعمال فرماتے تھے۔ اسکو اگر باقاعدہ استعمال کیا جائے تو دھند غبار کو دور کرتا ہے۔ جالا کو جڑ سے اکھاڑتا ہے۔ ککروں کو دور کرتا ہے۔ خارش چشم کو ہٹا کر ٹھنڈک پیدا کرتا ہے سرخی چشم کو دور کر کے تروتازگی پیدا کرتا ہے۔ پلکوں کی موٹائی و سرخی کو ہٹاتا ہے۔ آنکھوں سے پانی لیسدار کے آنے کو روک دیتا ہے +

غرض آنکھوں کے تمام امراض کو دور کرنے نظر کو بڑھانے کا عجیب آلہ ہے۔

قیمت فی تولہ عہ

المشتہر
نظام جان عبداللہ جان دواخانہ معین الصحت۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

بہت عمدہ اور قابل تعریف ہے۔ لیکن یہ طریق درست نہیں۔ کہ اگر ایک شخص کی ایک موقع پر تعریف کی جائے۔ تو آئندہ اس کے سوا دوسرا نہ بولے۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ دوسرے بچے بھی بولنے کی مشق کریں۔ کیونکہ مجمع میں بولنے کے لئے بھی مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو مجمعوں میں بولنے کی مشق نہ ہو۔ وہ ایسے موقع پر بول نہیں سکتے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ اگر مشق نہ ہو۔ اور ایسے مجمع میں بولنے کی عادت نہ ہو۔ تو اعصابی کمزوری کا اثر ہوتا ہے ہمارے مولوی جلال الدین اچھے بولنے والے ہیں۔ لوگ ان کی تعریف بھی کرتے ہیں۔ مگر ان کو دو دفعہ میرے سامنے بولنے کا موقع ملا ہے۔ اور دونوں دفعہ اچھی طرح نہ بول سکے۔ جب سبب پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ آپ کے سامنے بولنے میں مجھے ڈر آجاتا ہے ان کو بوجہ عادت نہ ہونے کے میرے سامنے بولنے میں حجاب پیدا ہو گیا۔

پس چاہیئے۔ کہ مختلف بچوں کو بولنے کا موقعہ دیا جائے۔ کہ وہ مجمعوں میں بولنے کے عادی ہوں۔

مفتی صاحب کی آمد پر خوشی کرنیوالوں سے خطاب

اس کے بعد میں اس مقصد کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس کو پورا کر کے مفتی صاحب واپس آئے ہیں۔ کل بھی طلباءِ مدرسہ احمدیہ کی خوشی کے اظہار کے وقت کہا تھا۔ اور اب بھی کہتا ہوں۔ کہ اگر ایڈریس پیش کرنے والے اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کرنیکے لئے تیار نہیں۔ تو ان کا یہ اظہار خوشی درست نہیں اس سے سمجھا جائیگا۔ کہ وہ ظاہر میں خدمت دین کرنے والے کی عزت کرتے ہیں۔ ورنہ درحقیقت اس کام کو ذلت سمجھتے ہیں۔ اور اس شخص کے متعلق جن خیالات مسرت کو ظاہر کرتے ہیں۔ وہ منافقت کے خیالات ہیں۔ اور ان کے دل اس بات پر خوش نہیں۔ جس پر انکی زبان خوشی کا اظہار کرتی ہے۔

زندگی وقف کرنیوالوں کو روکنے والے

اچھے اچھے لوگوں کو دیکھا ہے۔ اور میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں۔ کہ جب ان کے کسی دوست نے خدمت دین کے لئے زندگی وقف کی۔ تو انہوں نے طرح طرح سے اس کو روکا۔ اور اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ اگر وہ غریب ہے۔ تو کہا کہ تمہارے والدین غریب ہیں۔ تم ملازمت کر کے ان کی خدمت کرتے۔ اور اگر امیر ہے۔ تو کہا کہ تمہارے رشتہ دار بڑے بڑے عہدوں پر تھے۔ اور تمہارے لئے ترقی کا اچھا موقع تھا۔ گویا امیر اور غریب دونوں کو خدمت دین سے روکا۔ امیر کو ترقی کا لالچ دلا کر اور غریب کو ماں باپ کی حالت پیش کر کے۔ اب رہ گئی مڈل کلاس۔ جس کا فلسفیانہ وجود تو ہے۔ مگر درحقیقت لوگ اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ لوگ اپنے آپ کو یا تو امیر کہتے ہیں یا غریب۔ پس جب دونو جماعتیں خدمت دین کے ناقابل ہوں۔ تو پھر کون دین کی خدمت کرے گا۔ ایسے لوگ مبلغین کے کام پر خوشی کا اظہار کرتے۔ اور ان کی تعریفیں کرتے ہیں۔ تو وہ منافق ہیں۔ پس ایسے کام پر خوشی کا اظہار جس کو اپنے لئے موت سمجھا جائے۔ باعث خوشی نہیں۔ اگر مدرسہ ہائی کے طلباء ایسے ابتلاء کے برداشت کرنے کیلئے خوشی سے تیار ہیں۔ تو بڑی مسرت کی بات ہے۔ اور ان کا ایڈریس سچا ایڈریس ہے۔ اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ مفتی صاحب کو عزت ملی ہے۔ اور مفتی صاحب کا یہ فعل ان کی دنیاوی ترقی میں روک نہیں ہوا۔ تو آپ بھی اس پر تیار ہوں۔

اسلام اور کفر کی موجودہ حالت

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے لئے ایک مثال بیان فرمائی تھی۔ کہ اسلام کی کفر کے مقابلہ میں یہ حالت ہے۔ جیسے ایک سفید رنگ کی گائے ہو۔ اور اس کے چند کالے بال ہوں۔ یہ اس وقت کی حالت ہے۔ جب کہ نبی کریم صلعم کو غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ لیکن احمدیوں کے پاس تو ابھی وہ سامان نہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھے۔ اور مخالفین اسلام کی آبادی اب پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ اس لئے اب یہ مثال ہے کہ کالا بال ایک ہے باقی سب سفید ہیں۔ ہر طرف آدمیوں کی ضرورت ہے ہر ملک تبلیغ کا محتاج ہے۔ مگر ہماری یہ حالت ہو اگر ہمارے نوجوان یا ان کے مشیر یہی سمجھتے رہیں۔ کہ تبلیغ دین کے لئے زندگی وقف کرنا مناسب نہیں۔ یا باعث نقصان ہے۔ یا ہماری شان سے نیچے ہے۔ تو ایسے لوگوں کا کب حق ہو سکتا ہے۔ کہ کسی مبلغ کی واپسی پر خوشی کا اظہار کریں۔ اس لئے میں اپنے بچوں کو جو کل جوان ہوں گے۔ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ ابھی سے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے تیار کریں۔ اور اگر ان کے راستہ میں کوئی روک ڈالے۔ تو اس بارے میں اس کی بات نہ سنیں اگر وہ اس کام کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ اور ان کے دل اس ایڈریس میں ان کے ساتھ نہیں ہوں گے۔ تو اس کی خدا کے نزدیک اور بندوں کے نزدیک بھی کوئی قیمت نہیں۔

مگر میں اپنے ان بچوں سے امید کرتا ہوں۔ کہ ان کے دلوں میں ضرور خدمت دین کا جوش ہوگا۔ اور واقعی مفتی صاحب کی واپسی سے خوش ہوں گے۔ اور مفتی صاحب کے کام کو قابل قدر اور ایسا سمجھتے ہوں گے۔ کہ خود بھی کریں۔ اس لئے میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو ان کے ارادے پورے کرنے کی توفیق دے۔ اور ان کو موقع عطا فرمائے۔ کہ خدمت دین کریں۔ اور پھر ان کو کامیاب فرمائے۔ اور مفتی صاحب کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں ان ابتلاؤں سے بچائے جو کامیابی کے بعد آتے ہیں۔ پھر میں سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ کہ سب کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور ہمیں اسلام کے لئے مفید بنائے۔ آمین۔

غریب فنڈ کیلئے

ایک صاحب ضلع گوجرانوالہ کے گاؤں میں اکیلے غریب احمدی ہیں۔ الفضل کی نصف قیمت اگر کوئی صاحب ادا کرنا پسند فرمائیں تو ان کے نام اخبار جاری ہو جائے۔ بہت ثواب کا کام ہے (منیجر الفضل)

بہت عمدہ اور قابل تعریف ہے۔ لیکن یہ طریق درست نہیں۔ کہ اگر ایک شخص کی ایک موقع پر تعریف کی جائے۔ تو آیندہ اس کے سوا دوسرا نہ بولے۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ دوسرے بچے بھی بولنے کی مشق کریں۔ کیونکہ مجمع میں بولنے کے لئے بھی مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو مجمعوں میں بولنے کی مشق نہ ہو۔ وہ ایسے موقع پر بول نہیں سکتے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ اگر مشق نہ ہو۔ اور ایسے مجمع میں بولنے کی عادت نہ ہو۔ تو اعصابی کمزوری کا اثر ہوتا ہے ہمارے مولوی جلال الدین اچھے بولنے والے ہیں۔ لوگ ان کی تعریف بھی کرتے ہیں۔ مگر ان کو دو دفعہ میرے سامنے بولنے کا موقع ملا ہے۔ اور دونوں دفعہ اچھی طرح نہ بول سکے۔ جب سبب پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ آپ کے سامنے بولنے میں مجھے ڈر آجاتا ہے ان کو بوجہ عادت نہ ہونے کے میرے سامنے بولنے میں حجاب پیدا ہو گیا۔

پس چاہیئے۔ کہ مختلف بچوں کو بولنے کا موقعہ دیا جائے۔ کہ وہ مجمعوں میں بولنے کے عادی ہوں۔

مفتی صاحب کی آمد پر خوشی کرنیوالوں سے خطاب

اس کے بعد میں اس مقصد کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس کو پورا کر کے مفتی صاحب واپس آئے ہیں۔ کل بھی طلباء مدرسہ احمدیہ کی خوشی کے اظہار کے وقت کہا تھا۔ اور اب بھی کہتا ہوں۔ کہ اگر ایڈریس پیش کرنے والے اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کرنے کیلئے تیار نہیں۔ تو ان کا یہ اظہار خوشی درست نہیں اس سے سمجھا جائیگا۔ کہ وہ ظاہر میں خدمت دین کرنے والے کی عزت کرتے ہیں۔ ورنہ درحقیقت اس کام کو ذلت سمجھتے ہیں۔ اور ایسے شخص کے متعلق جن خیالات مسرت کو ظاہر کرتے ہیں۔ وہ منافقت کے خیالات ہیں۔ اور ان کے دل اس بات پر خوش نہیں۔ جس پر انکی زبان خوشی کا اظہار کرتی ہے۔

زندگی وقف کرنیوالوں کو روکنے والے

اچھے اچھے لوگوں کو دیکھا ہے۔ اور میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں۔ کہ جب ان کے کسی دوست نے خدمت دین کے لئے زندگی وقف کی۔ تو انہوں نے طرح طرح سے اس کو روکا۔ اور اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ اگر وہ غریب ہے۔ تو کہا کہ تمہارے والدین غریب ہیں۔ تم ملازمت کر کے ان کی خدمت کرتے۔ اور اگر امیر ہے۔ تو کہا کہ تمہارے رشتہ دار بڑے بڑے عہدوں پر تھے۔ اور تمہارے لئے ترقی کا اچھا موقع تھا۔ گویا امیر اور غریب دونوں کو خدمت دین سے روکا۔ امیر کو ترقی کا لالچ دلا کر اور غریب کو ماں باپ کی حالت پیش کر کے۔ اب رہ گئی مڈل کلاس۔ جس کا فلسفیانہ وجود تو ہے۔ مگر درحقیقت لوگ اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ لوگ اپنے آپ کو یا تو امیر کہتے ہیں یا غریب۔ پس جب دونو جماعتیں خدمت دین کے ناقابل ہوں۔ تو پھر کون دین کی خدمت کرے گا۔ ایسے لوگ اگر مبلغین کے کام پر خوشی کا اظہار کرتے۔ اور ان کی تعریفیں کرتے ہیں۔ تو وہ منافق ہیں۔ پس ایسے کام پر خوشی کا اظہار جس کو اپنے لئے لعنت سمجھا جائے۔ باعث خوشی نہیں۔ اگر مدرسہ ہائی کے طلباء ایسے ابتلاء کے برداشت کرنے کیلئے خوشی سے تیار ہیں۔ تو بڑی مسرت کی بات ہے۔ اور ان کا ایڈریس سچا ایڈریس ہے۔ اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ مفتی صاحب کو عزت ملی ہے۔ اور مفتی صاحب کا یہ فعل ان کی دنیاوی ترقی میں روک نہیں ہوا۔ تو آپ بھی اس پر تیار ہوں۔

اسلام اور کفر کی موجودہ حالت

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے لئے ایک مثال بیان فرمائی تھی۔ کہ اسلام کی کفر کے مقابلہ میں یہ حالت ہے۔ جیسے ایک سفید رنگ کی گائے ہو۔ اور اس کے چند کالے بال ہوں۔ یہ اس وقت کی حالت ہے۔ جب کہ نبی کریم صلعم کو غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ لیکن احمدیوں کے پاس تو ابھی وہ سامان نہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھے۔ اور مخالفین اسلام کی آبادی اب پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ اس لئے اب یہ مثال ہے کہ کالا بال ایک ہے باقی سب سفید ہیں۔ ہر طرف آدمیوں کی ضرورت ہے ہر ملک تبلیغ کا محتاج ہے۔ مگر ہماری یہ حالت ہو کہ اگر ہمارے نوجوان یا ان کے مشیر یہی سمجھتے رہیں۔ کہ تبلیغ دین کے لئے زندگی وقف کرنا مناسب نہیں۔ یا باعث نقصان ہے۔ یا ہماری شان سے نیچے ہے۔ تو ایسے لوگوں کا کب حق ہو سکتا ہے۔ کہ کسی مبلغ کی واپسی پر خوشی کا اظہار کریں۔ اس لئے میں اپنے بچوں کو جو کل جوان ہوں گے۔ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ ابھی سے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے تیار کریں۔ اور اگر ان کے راستہ میں کوئی روک ڈالے۔ تو اس بارے میں اس کی بات نہ سنیں اگر وہ اس کام کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ اور ان کے دل اس ایڈریس میں ان کے ساتھ نہیں ہوں گے۔ تو اس کی خدا کے نزدیک اور بندوں کے نزدیک بھی کوئی قیمت نہیں۔

مگر میں اپنے ان بچوں سے امید کرتا ہوں۔ کہ ان کے دلوں میں ضرور خدمت دین کا جوش ہوگا۔ اور واقعی مفتی صاحب کی واپسی سے خوش ہوں گے۔ اور مفتی صاحب کے کام کو قابل قدر اور ایسا سمجھتے ہوں گے۔ کہ خود بھی کریں۔ اس لئے میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو ان کے ارادے پورے کرنے کی توفیق دے۔ اور ان کو موقع عطا فرمائے۔ کہ خدمت دین کریں۔ اور پھر ان کو کامیاب فرمائے۔ اور مفتی صاحب کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں ان ابتلاؤں سے بچائے جو کامیابی کے بعد آتے ہیں۔ پھر میں سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ کہ سب کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور ہمیں اسلام کے لئے مفید بنائے۔ آمین ؛

غریب فنڈ کیلئے

ایک صاحب ضلع گورداسپور کے گاؤں میں اکیلے غریب احمدی ہیں۔ الفضل کی نصف قیمت اگر کوئی صاحب یا صاحبان بھجوا دیں تو انکے نام اخبار جاری ہو جائے۔ بہت ثواب کا کام ہے (نمبر ۲۱۵)

اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار صرف مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

295

اخبار الفضل سلسلہ احمدیہ کا مسلمہ آرگن ہے

ہفتہ میں دو بار۔ قیمت سالانہ ستار روپیہ

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ اخبار الفضل جماعت احمدیہ کا آرگن ہے۔ اور خدا کے فضل سے اسے یہ افتخار حاصل ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے خطبات جمعہ و عیدین و نکاح و تقاریر و کلمات طیبات بالالتزام شائع کرتا ہے۔ اور یہی وہ اخبار ہے جس میں مبلغین ہندو انگلستان و امریکہ و ماریشس وغیرہم کی رپورٹیں چھپتی رہیں اور جس کے ذریعہ مجاہدین ملکانہ کی کارگزاریاں جماعت میں پہنچتی ہیں۔ پس آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ

اس اخبار کی توسیع اشاعت کس قدر اہم ضروری ہے

کیونکہ الفضل کی جتنی اشاعت بڑھے گی اتنا ہی فرض ادا ہوگا اور سلسلہ احمدیہ ترقی کرے گا۔ پس کیا یہ آپ کا فرض نہیں۔ کہ

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ خریدار الفضل بنیں

اگر پہلے ہی سے خریدار ہیں تو

اپنے کسی بھائی یا دوست کو الفضل کا خریدار بنائیں

تو آئندہ اہوار کوئی بڑی بات نہیں جو دوست اس کار خیر میں حصہ لینگے ان کے نام نامی اخبار میں شکریے کے ساتھ چھاپے جائیں گے +

مینجر اخبار الفضل قادیان

ایام جلسہ میں

(۱) الفضل وریویو کا دفتر رات کے ساڑھے دس بجے اور نماز فجر کے بعد دس ساڑھے دس بجے تک کھلا رہے گا۔

(۲) جو نئی کتابیں شائع ہوئی ہیں وہ بھی آپ کی سہولت کیلئے بکب جار رکھی جائیں گی +

(اردو) ریویو آف ریلیجنز قادیان

کی نسبت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اسوقت توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہاں تک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں" اور پھر فرماتے ہیں۔ "اگر اس رسالہ کی اعانت کے لیئے اس جماعت سے دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے"

میرے سید و مولیٰ نے جماعت سے دس ہزار خریدار کا مطالبہ اس وقت کیا جب کہ جماعت کی تعداد لاکھ سے زیادہ نہ تھی۔ تو کیا اب چھ سات لاکھ جماعت کی موجودگی میں میری یہ درخواست کہ

کم از کم ایک ہزار خریدار ریویو کو دیا جائے

صحابہ کرام کا نمونہ دکھانے والی قوم کے سامنے کچھ ایسی درخواست جو پوری نہ ہو ہرگز نہیں۔ مجھے یقین رکھنا چاہئیے کہ

ایک ہزار خریدار رسالہ ریویو کو ضرور دیا جائیگا

کیونکہ موجودہ صورت میں خریداروں کی اتنی کمی ہے کہ خرچ آمد سے زیادہ ہو جاتا ہے

ریویو آف ریلیجنز کی خاطر حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنا رسالہ تشحیذ الاذہان بند کرا دیا۔

پس دوست خود خریدار بنیں۔ اور اگر پہلے سے خریدار ہیں تو دوسروں کو خریدار بنائیں

قیمت سالانہ صرف تین روپیہ

مینجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

اخبار الفضل سلسلہ احمدیہ کا مسلمہ آرگن ہے

ہفتہ میں دو بار — قیمت سالانہ ساڑھے ۷ روپیہ

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ اخبار الفضل جماعت احمدیہ کا آرگن ہے۔ اور خدا کے فضل سے اسے یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے خطبات جمعہ و عیدین و نکاح و تقاریر و کلمات طیبات بالالتزام شائع کرتا ہے۔ اور یہی وہ اخبار ہے جس میں مبلغین ہند و انگلستان و امریکہ و ماریشس وغیرہم کی رپورٹیں چھپتی ہیں اور جس کے ذریعہ مجاہدین ملکانہ کی کارگزاریاں جماعت میں پہنچتی ہیں۔ پس آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ

اس اخبار کی توسیع اشاعت کس قدر اہم ضروری ہے

کیونکہ الفضل کی جتنی اشاعت بڑھے گی اتنا ہی فرض ادا ہوگا اور سلسلہ احمدیہ ترقی کرے گا۔ پس کیا یہ آپ کا فرض نہیں ہے کہ

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ خریدار الفضل بنیں

اگر پہلے ہی سے خریدار ہیں تو

اپنے کسی بھائی یا دوست کو الفضل کا خریدار بنائیں

تو آسانی ہو اور کوئی بڑی بات نہیں جو دوست اس کار خیر میں حصہ لینگے ان کے نام نامی اخبار میں شکریہ کے ساتھ چھاپے جائیں گے ◆

مینیجر اخبار الفضل قادیان

ایام جلسہ میں

(۱) الفضل و ریویو کا دفتر رات کے ساڑھے دس بجے اور نماز فجر کے بعد دس ساڑھے دس بجے تک کھلا رہے گا۔

(۲) جو نئی کتابیں شائع ہوئی ہیں وہ بھی آپ کی سہولت کیلئے یکجا رکھی جائیں گی ◆

(اردو) ریویو آف ریلیجنز قادیان

کی نسبت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اسوقت توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہاں تک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں" اور پھر فرماتے ہیں۔ "اگر اس رسالہ کی اعانت کے لیئے اس جماعت سے دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کا پیدا ہو جاوے تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے"

میرے سید و مولیٰ نے جماعت سے دس ہزار خریدار کا مطالبہ اس وقت کیا جب کہ جماعت کی تعداد لاکھ سے زیادہ نہ تھی۔ تو کیا اب چھ سات لاکھ جماعت کی موجودگی میں میری یہ درخواست کہ

کم از کم ایک ہزار خریدار ریویو کو دیا جائے

صحابہ کرام کا نمونہ دکھانے والی قوم کے سامنے کچھ ایسی درخواست ہے جو پوری نہ ہو ہرگز نہیں۔ مجھے یقین رکھنا چاہیئے کہ

ایک ہزار خریدار رسالہ ریویو کو ضرور دیا جائیگا

کیونکہ موجودہ صورت میں خریداروں کی اتنی کمی ہے کہ خرچ آمد سے زیادہ ہو جاتا ہے

ریویو آف ریلیجنز کی خاطر حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنا رسالہ تشحیذ الاذہان بند کرا دیا۔

پس دوست خود خریدار بنیں۔ اور اگر پہلے سے خریدار ہیں تو دوسروں کو خریدار بنائیں

قیمت سالانہ صرف تین روپیہ } مینیجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)